ملنے کا پتہ ۔ برکاتی کتب خانہ ۔ مارہرہ مطہرہ ۔ ضلع ایٹہ

میثم قادری

مرے ہر لفظ خط میں دو ہیں پہلو
نہ کیوں ہوں دو زبانیں ہیں قلم کی (داغ دہلوی)

میثم قادری

حسن و عشق کی داستان، ہجر و وصل کے مناظر، مذہب اور عشق کا تصادم، مذہب کی فتح مبین، تمناؤں کے ہجوم، دوست شاد دشمن مغموم، مذہبی بحث کے نرالے ڈھنگ، عشق کی نئی چالیں، انوکھے رنگ، لکھنؤ کی ٹکسالی زبان

جس کی نفاست ہر لفظ سے عیاں

ملاحظہ فرمایئے اپنے رنگ کا اچھوتا اور بالکل نیا ناول

مقدس خاتون

مصنفہ

خاکسار سید آل مصطفےٰ قادری مولوی عالم (پنجاب یونیورسٹی)

بفرمائش

جناب محب سیٹھ حاجی غلام حسن صاحب قادری برکاتی قاسمی کلکتی

صابر الیکٹرک پریس لاہور میں طبع ہو کر
دار الاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ
مارہرہ (ضلع ایٹہ) سے شائع ہوئی

مُبسملاً و حامداً و مُصلیاً و مُسلماً

مقدس خاتون

باب پہلا

ایک معزز خاندان

صبح کا سہانا وقت ہے، برسات کی رُت ہے، آٹھ سات روز کی لگی ہوئی جھڑیاں آج کچھ تھمی ہیں۔ کئی دن کا چھپا ہوا سورج کچھ دیر میں اپنی درخشاں کرنوں کے ساتھ برآمد ہونیوالا ہے۔ خدائے برتر کی حمد کرنے والے پرند اپنے اپنے آشیانوں سے بال بچوں کے لئے دانہ دُنکے کی تلاش میں نکل چکے ہیں۔ نسیم سحری جب اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی خرام معشوقانہ کے ساتھ سبزہ خوابیدہ پر سے گذرتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھانی دوپٹہ چن کر کسی معشوق نے اُلٹ پلٹ کے سینہ پر ڈال رکھا ہے۔ دوشیزہ کلیاں کھل کھل کر اس انتظار میں چشم براہ ہیں کہ شاید کوئی نازنین ہاتھ اُنھیں چن کر زیب گلو کرے۔ موسم کی یہ نیرنگیاں ہمیں مجبور کر رہی ہیں کہ ہم بھی اپنے ناظرین کو لے کر ذرا سیر گلشن کرائیں شہر سنبھل کی وہ سڑک جسکے خاص فیوض تقریباً اکثر ہندوستان میں شیر شاہ سوری کے لئے دعائے خیر کر رہے ہیں ہم اسوقت اُس پر گامزن ہیں، کنارے کنارے حکومت کی طرف سے راہ رؤں کے آرام کے لئے سایہ دار درختوں کی دورویہ قطاریں ہیں یہ درخت اپنے گھنے سایہ کے

ساتھ ہر مسافر کا خیر مقدم کر رہے ہیں اس سڑک کے شمال کی طرف ایک باغ نظر آرہا ہے باغ کے بالکل وسط میں ایک عمدہ عالی شان بارہ دری بنی ہوئی ہے جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اپنے مکین کی امارت کا ثبوت دے رہی ہے آئیے ذرا اندر کی سیر کریں یہاں تو کچھ اور ہی صورت ہے، ماہران فن تعمیر نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔ گھر ہندوستانی تہذیب کے مطابق بہت آراستہ و پیراستہ ہے چوڑے چکلے صحن کے گرد متعدد دالان ہیں جن کی اجتماعی خوبصورتی قابل بیان نہیں صدر دالان ہیں جو اپنی نفاست اور انوکھی خوشنمائی کی وجہ سے واقعی صدر ہے، تختوں کے فرش پہ ایرانی قالین بچھے ہوئے ہیں صدر میں مسند پر ایک ضعیف العمر عورت کوئی ساٹھ پینسٹھ کا سن سفید کلی دار پجامہ آب رواں کا ریشمی دوپٹہ چہرے سے متانت اور بڑھاپے کی شان ہویدا ہے بیٹھی ہیں سامنے اعلیٰ اور قیمتی کپڑوں کے نمونے پھیلے ہوئے ہیں، ضعیف العمر بڑی بی کی نگاہ انتخاب ایک ایک کر کے دیکھ رہی ہیں اُنکے برابر یہ کون؟ یا خدا یہ کون؟ معاذ اللہ ایک نازنین لڑکی سولہ سترہ برس کا سن بڑی بڑی سیاہ پتلی والی آنکھیں جو لانبی لانبی پلکوں کی قدرتی حفاظت کے باوجود بھی کیوپڈ[1] کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں، چوڑی چکلی پیشانی گداز بدن لانبی پتلی ناک چھوٹا سا دہانہ جن میں دانتوں کی بتیسی یاقوت کی ڈبیہ میں موتیوں کا دھوکا دے رہی ہے سینہ پہ اُبھار جو کبھی کبھی بے خیالی میں دوپٹہ سرک جانے سے ایک دلکش "اونہہ" کے ساتھ پھر چھپا لیا جاتا ہے بھولی بھالی شکل اور دلکش ادا میں ایک زاہد شب زندہ دار کا دل موہ لینے کے لئے کافی ہیں مشروع کا کلی دار پجامہ لکھنؤ کی وضع سبز ریشمی چکن کا کُرتہ بنارسی مگر صوفیانہ سُرخ دوپٹہ کانوں کی صرف لونگیں سونے کے یاقوتی کام کے سبک ایرنگ ہاتھوں میں سبز سُرخ نازک چار چار چوڑیاں مسلمانوں کے لئے جنتی ہونے کے نظارہ کی تصدیق کرتی ہیں۔

[1] یونانی عقیدہ میں عشق کے تخیل کا نام کیوپڈ ہے جو آنکھوں سے نابینا تیر کمان ہاتھ میں ہر دم نشانہ لگانے کو تیار۔

شاید ہمارے ناظرین گھبرا جائیں آئیے ہم تعارف کرائیں رئیس شہر خان بہادر مولوی مشکور حسین صاحب کی اہلیہ محترمہ وہ معزز خاتون ہیں جن کو اس حسن کی دیوی کی والدہ ہونے کا فخر حاصل ہے اور یہ نونہال باغ خوبی اور سرو روان گلشن محبوبی ان کی صاحبزادی قمر النسا خانم ہیں۔ ہم اس معزز خاندان کا تعارف کرائے بغیر نہیں رہ سکتے۔

خان بہادر مولوی مشکور حسین صاحب پوتر ڈوں کے رئیس ہیں شاہی خاندان کی یادگار اور اب بھی گورنمنٹ ہند کی طرف سے عہدۂ قضا انہیں کے سپرد ہے اسکے علاوہ آبائی جائداد پانسو روپیہ ماہوار کی ہے جو اُنکے سلیقہ مند ہاتھوں سے ایک ہزار کے محاصل تک پہنچ چکی ہے ان کی شادی نواب میرزا غلام محی الدین علی خاں کی صاحبزادی شمس النسا خانم سے ہوئی یہ شادی سنبھل کی یادگار شادی تھی نواب صاحب نے دل کھول کر روپیہ خرچ کیا ان سے ان کی دو اولادیں ہیں ایک تو ہماری ناول کی نازنین ہیروئن قمر النسا خانم اور دوسرا لڑکا مقصود خاں۔ لاڈ و پیار کے نامبارک ہاتھوں نے لڑکے کو دیوبند پڑھنے بھیجدیا دو سال ہوگئے کہ وہ فارغ التحصیل ہو کر وہابیت کے خلعت ہفت پارچہ سے مشرف ہو چکے ہیں۔

لڑکی کو خانگی تعلیم دینے کے بعد خود باپ نے فارسی عربی پڑھائی ہے جو اسکی ذکاوت ذہن کی بدولت اپنے میں چار چاند لگا چکی ہے۔ بیٹے کے زہریلے اثرات سے بڑے میاں اور بڑی بی بھی محفوظ نہیں ہیں البتہ بہن پر اُن کی چکنی چپڑی باتوں کا مطلقاً اثر نہیں ہوا۔ اسوقت بھی ماں بیٹیوں میں کچھ مذہبی باتیں ہو رہی ہیں آئیے ذرا آپ کو بھی سنوادیں۔

شمس النسا۔ بیٹی قمر؟ یہ تم نے کیا بکھیڑا پھیلایا تھا جو تمہاری ہمجولی سکندر بانو کہہ رہی تھیں پیاری بچی ابھی تو یہ کھیل ہی کھیل ہے جو کہیں تمہارے باپ بھائی نے سن پایا تو نہ جانے وائی بندی کا کیا حال کریں۔

قمر النسا۔ امی جان اللہ تو بہ کتنی سی بات کا بتنگڑ بنا دیا بات یہ ہوئی اصل میں یہ کہ سکندر بانو نے میرے گڈے کا پیام اُلٹا پھروا دیا تو میں نے مولی مشکلکشا اور حضرت بڑے پیر صاحب

کی منت مانی تھی اگر بہن اپنی گڑیا کا بیاہ اگر مجھے دیں تو اسے میں آقا آپ کی نیاز مرغ پلاؤ پر کراؤنگی بس اپنے مولیٰ کے صدقے جائیے وہی ہوا بار جھنگ مار کے انھوں نے بیاہ دیا کیا کہوں امّی جان مجھے کتنی خوشی ہوئی جی ہی تو آیا کہ اپنے کو اپنے مولیٰ پر صدقے کر دوں کیا کیا رحمتیں اللہ کی ان بزرگوں پر ہوتی ہیں ہاں تو امی جان اسی کی نیاز تھی اور بس بولیئے امّی جان اس میں کیا حرج ہو گیا جو ابا جان اور بھیا جان ناراض ہونگے (ماں سے چپٹ کر) اے واہ امی جان آپ نے تو مجھے دھڑکا دیا۔

شمس النسا - واہ واہ بچی تم تو نام خدا اچھی سنانے لگیں سکنے لگا کہ پیاری قمر النسا! اب ہمارا بڑھاپا ہے خدا رکھے تمہارے بھائی کو اس لئے پڑھا لکھا کر ہم سب اری آنکھیں کھولیں دیکھو تمہارے ابا جان ہی ہیں مولویوں کے گھرانے میں پرورش پائی خود ان کو اللہ نے علم دیا ہے آخر وہ بھی تو تمہارے بھائی کی باتوں کو اچھی نظروں سے دیکھتے ہیں - یہ تم نے کہاں سے سیکھ لیا ارے کیا اللہ کو تم نے بے قدر سمجھ لیا جو ادھر اُدھر دھیان کرتی ہو (سانس ٹھنڈا لے کر) اے پاک بے نیاز میری بچی کو برے خیالوں سے بچانا۔

قمر النسا - اے ہے امی جان جانے آپ کو کیا ہو گیا ہے - نوج میرے دشمن خدا کرے ذرا خیال کریں - اللہ کی قدرت کی جیسی کچھ پلید آپ لوگوں نے کر رکھی ہے اسکا تو بیان ہی نہیں ہو سکتا - اے میں کہتی ہوں جانے ہمارے بھائی جان کو کیا ہو گیا ہے کبھی تو ایسے اول فول کہنے لگتے ہیں کہ توبہ توبہ دین ایمان کا ڈر رہتا ہے اور تو اور کہنے لگے کہ اگلے زمانہ کے بڑے بڑے مولوی بھی اللہ کو جھوٹا کہتے تھے - اے ہاں ہاں آج کو جو میں نے کہا کہ میرے بھیا بارہ[ل] وفات شریف کا مہینہ آن پہنچا اب کی تو آپ میلاد شریف پڑھیئے گا" اے بس وہ تو مجھ غریب ہی پر الٹ پڑے (کان پکڑ کر)

ل عورتوں کی زبان میں عربی مہینوں میں سے ربیع الاول شریف کا نام ہے۔

تو نہ توبہ کہتے تھے کہ ہندوؤں کی رسم ہے تم مسلمان ہو کر ایسے واہیات جھگڑوں میں
کیوں پھنسی ہوئی ہو میں اور بحث تو ابا جان کے ڈر سے کر نہ سکی مگر ہاں اتنا مونھ
سے نکل ہی گیا کہ بھیا پھر تو ہمارے دادا جان بھی (خدا بخشے) ہندو تھے اور اب سے
دو برس پہلے ابا جان بھی ان واہیات جھگڑوں میں پھنسے ہوئے تھے تو ایک ایک
کیا کہتے ہیں کہ ....

ہماری نازنین ہیروئن یہاں تک ہی کہنے پائی تھی کہ سامنے سے مولوی شکور حسین
صاحب اور ان کے بلند اقبال صاحبزادے آتے نظر آئے۔ بیوی کھڑی ہو گئیں۔
قمر النساء اپنا دوپٹہ جو گفتگو کی تیزی میں سینہ پر پڑا اٹھلا رہا تھا سنبھالتی ہوئی کھڑی
ہو گئیں اور ابا جان تسلیم کہتی ہوئی آگے بڑھیں باپ نے پیشانی پر بوسہ دیا
بولے بیٹا قمر! دیکھو آج تمہارے بھائی جان ایک عمدہ کتاب لائے ہیں تمہیں
مطالعہ کا بہت شوق ہے اچھا کھانا کھا کر اپنے کمرے میں جا کر گھنٹہ آدھ گھنٹہ اس کا
مطالعہ کرو اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے ہم سے پوچھ لینا بیٹے سے مخاطب ہو کر منظور میاں
کتاب اپنی بہن کو دیدو۔

قمر النساء (کتاب ہاتھ میں لیکر) ابا جان خاصہ تیار ہے اتروادوں
شکور حسین ہاں بیٹیا ذرا جلدی کرو مجھے پولیس کی مدد لے کر ایک مقدمہ کی تحقیقات
میں جانا ہے۔

قمر النساء۔ بہتر! (زیر لب) ابا جان کی باتیں بھی نہ معلوم کیسی ہوتی ہیں پولیس سے مدد کیسی
ارے کل ہی تو اس بات پر کفر اکفری ہو چکی ہے۔

خاصہ چنا گیا اور سب نے مل کر کھانا کھایا بعد فراغت قیلولہ کے لئے اپنی اپنی
آرام گاہوں کی طرف چل دیئے آئیے دیکھیں ہماری ہیروئن کیا شغل کر رہی ہے

باب دوسرا

جنگل میں منگل

قمر النسا کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے کمرے میں پہنچیں باپ کی امارت کے نشانات
اُن کی پیاری بیٹی کی خوابگاہ نازنین اپنی پوری شان سے نمایاں تھے۔ کمرہ دلھن بنا ہوا
تھا۔ الماریوں میں عربی فارسی اور اُردو کی متعدد کتابیں سجی ہوئی تھیں جس سے مکیں کے
علمی ذوق کا پتہ چلتا تھا۔ قمر النسا نے پہنچکر لباس تبدیل کیا۔ اور باپ کی دی ہوئی کتاب
لے کر بیٹھ گئیں اور بڑے شوق سے اُس کا ٹائیٹل پیج کھولا تو معلوم ہوا کہ اس کا نام
حفظ الایمان ہے اور مولانا اشرف علی جیسے بڑے مناقب والے مولانا اُسکے مصنف ہیں۔
مطالعہ شروع ہوگیا کتاب سحر آفرین نگاہوں سے مسحور ہونا شروع ہوگئی یکایک ہماری
نازنین ہیروئن کی پیشانی پر شکن پڑ گئی ابروئے خمدار بل کھانے لگے نرگسی آنکھیں سُرخ
ہوگئیں۔ اور پیچ پوچھیے تو ہم بھی ڈر گئے۔ نہ معلوم کیا معاملہ ہے ذرا آگے بڑھ کر دیکھیں
اُس چھوٹے رسالہ کا صفحہ پیش نظر اور اس کی یہ عبارت آواز دہرا رہی تھیں۔ "آپکی ذات

مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے

مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے

ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"
پڑھتے پڑھتے کتاب کو جھٹک دیا اور سینہ اُبھار کر بولیں افسوس یہی کتابیں پڑھ پڑھ کر
تو میرا بھائی گمراہ ہوگیا ہے کیسی مونھ بھر کر اس لکھنے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو گالی دی ہے۔ ارے یہ میرے ابا جان کو کیا ہو گیا کہ جانتے بوجھتے دوزخ میں کھسلے
جارہے ہیں (پیارے پیارے حنائی ہاتھ اُٹھاکر) لے میرے پاک پروردگار اگر میرے

ماں باپ کی قسمت میں بزرگوں کا بتایا ہوا دین ایمان لکھا ہے تو انہیں سیدھی راہ دکھادے ورنہ .... یہ جملہ پورا ادا نہیں ہو پایا تھا کہ باہر کے رُخ سے ایک دردناک آہ کے ساتھ دھماکے کی آواز آئی جلدی سے پائنچے سنبھالتی ہوئی اُٹھیں دریچہ سے جھانکا، وہ ہوش ربا نظارہ تھا کہ ننھا سا دل تھرا گیا سامنے باغ کے دور تک پھیلے ہوئے سبزہ پر ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن سبزہ آغاز حسنِ مردانہ کی آن بان چہرہ پر چھلک رہی تھی بیہوش پڑا تھا۔ آفتاب کی تابش سے پسینہ کی بوندیں پیشانی پر بعینہ اسی طرح چمک رہی تھیں جیسے چاندنی رات میں پھولوں کی پنکھڑیوں پر شبنم کے قطرے۔ قمرالنسا کی مجبوری قابلِ افسوس تھی۔ دل ہی بیٹھا بیٹھا درد ہونے لگا ٹکٹکی باندھے دیکھا کیں نوجوان کے منہ سے بے اختیار "خدا کا شکر ہے" نکل کر تمام فضا کو ترنم ریز کر گیا۔ نہ معلوم اس جملہ میں کونسی دلکشی تھی کہ ہمارے نوجوان کی ضعف آلود نگاہیں کہنے والے کی تلاش میں اُٹھیں نظر چار ہوئی نگاہیں ملیں دیر تک دونوں ٹکٹکی باندھے ایک عالمِ مجبوری میں ایک دوسرے کو دیکھا کئے یکایک قمرالنسا کو خیال آیا سر سے پاؤں تک پسینہ پسینہ ہوگئیں جلدی سے کھڑکی بند کردی سر تھام کر بیٹھ گئیں آہ اُس بیچارے پر کیا گذری کئی بار اُٹھنا چاہا مگر معلوم ہوتا تھا زمین گھوم رہی ہے اتنے میں پاس کے گھنٹہ گھر سے ٹن ٹن بارہ بجنے کی آواز آئی ہمارا نوجوان گھبرا کر اُٹھ بیٹھا سائیکل سنبھالی بمشکل سوار ہوا اور غرفۂ محبوب پر آخری نظر ڈالی سائیکل تیز ہو چکی تھی۔ ناظرین بیتاب ہونگے کہ آخر یہ کون تھا آیئے ہم بتائیں۔ بدقسمت دہلی جب اُجڑی تو ہزارہا شرفا بے خانماں ہوگئے اُن ہی بدقسمتوں میں ایک مولوی غلام غوث خاں تھے جب ان کا گھر لوٹا گیا تو یہ بیچارے اپنے اہل وعیال کو لے کر نکل کھڑے ہوئے والی اودھ کے دربار میں رسائی ہوئی، خدا کی دین شہزادوں کی اتالیقی اُن کے سپرد ہوئی قسمت کھلتے دیر نہیں لگتی زوال پذیر خاندان پھر اپنے کھوئے ہوئے عروج کو پہنچ گیا جب ان کی عمر زائد ہوگئی تو انہیں

حسن کارکردگی کے صلہ میں چند دیہات بطور وظیفہ کے دیکر بعزت رخصت کردیا گیا اللہ تعالیٰ کو بڑھانا منظور تھا حکومت ہند کے زمانہ میں انہیں پھر خدمت کوتوالی ملی۔ یہ خدمت ان کے لئے نسلاً بعد نسلٍ رکھ دی گئی۔ انہیں بزرگ کے خاندان کا واحد چشم و چراغ ہمارا وہ نوجوان ہیرو ہے جس کی ملاقات ابھی ابھی ناظرین سے ہوئی۔ مولوی غلام غوث صاحب کا پوتا اور کوتوال حال مولوی غلام رسول صاحب کا لختِ جگر غلام علی نام ہے اگرچہ خدا کی دی ہوئی ثروت بہت ہے مگر اسکا شغف تعلیم میں ہے عربی فارسی کی تکمیل استعداد ہے بہت ہونہار لڑکا ہے باپ کہتے ہیں کہ میری قسمت سے مجھے ایسا چمکتا ستارہ عنایت ہوا ہزاروں روپئے تعلیم پر خرچ کردئے۔ آئیے ذرا دوسری طرف دیکھیں وہاں کیا حالت ہے۔

باب تیسرا

الفت کا جب مزا ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی،

گھر کی آن بان تو اپنی نشان پر ہے مگر ہماری قمر النسا بیگم اپنے کمرے میں اُداسی صورت لئے کچھ سوچ رہی ہیں۔ کبھی کبھی کچھ ٹوٹے ہوئے الفاظ بھرائی ہوئی آواز میں سنائی دے جاتے ہیں۔

قمر النسا۔ ایک سرد آہ بھر کر آہ یہ نوجوان کون تھا جس نے دل میں خلش پیدا کردی نہ معلوم کونسی گھڑی میں میں بالاخانہ پر آئی تھی افسوس مجھ بدقسمت کو یہ بھی تو نہیں معلوم کہ کس معزز خاندان کا چشم و چراغ ہے کاش کہ مجھے اس کی ...... کہتے کہتے جھجھک گئیں (کچھ سوچ کر) ارے یہ میں کیا کہہ رہی ہوں یا میرے خدا انجام بخیر کرنا اس کٹھن منزل کو آسان کرنا یہ کہتے کہتے ہچکی بندھ گئی زار و قطار رونے لگیں

یکایک باہر سے آواز آئی "خط لے جاؤ" جوش وحشت نے سمجھایا کہ ضرور اُسی آنکھوں
میں بسنے والے محبوب کا پیام شوق ہوگا آنسو پونچھ کر جلد جلد نیچے اُتریں افسوس یہ خط
میرٹھ سے آیا تھا سرخ منقش لفافہ تھا بغیر پتہ دیکھے لفافہ چاک کیا لفافہ نہیں چاک
ہوا دل چاک ہوا ساری امیدیں غلط تھیں خط کو والدہ کی گود میں ڈال کر اپنے کمرہ
میں لپٹ گئیں آئیے دیکھیں تو اُس بدقسمت خط میں کیا لکھا تھا جو ہماری نازنین
ہمہ تن یوں ناراض ہو گئیں۔ شمس النسا خانم نے خط اُٹھا لیا معلوم ہوا میرٹھ سے
مولوی مشکور حسین کے بڑے خالو مولوی امداد اللہ صاحب کا خط تھا لکھا تھا کہ
برخوردار محمد حسین کی شادی ہے لہذا تم معہ اہلیہ اور نور بصر قمر النسا خانم کے جلد آؤ۔
آئندہ شنبہ کو نکاح تھا۔ شوہر کے آنے پر شمس النسا خانم نے خط دکھایا اور میاں بیوی
میں یہ گفتگو شروع ہوئی۔

شمس النسا۔ اے ہاں تو چلنے کی بابت کیا رائے قائم کی ہے تو کہتی ہوں کہ سو کام چھوڑ دو
اور ضرور شرکت کرو اُنکا اکلوتا لڑکا ہے تمہارے ننہال ہیں ایک وہی تو خالہ ہیں
دوسرے میں دیکھتی ہوں آج قمر النسا کا بھی عجب حال ہے کچھ چپ چپ ہو گئی
ہے اسوقت خاصہ میں بھی نہیں آئی شاید تبدیلی آب و ہوا کچھ مفید ہو۔

مولوی مشکور حسین۔ ہاں بھئی سوچا تو میں نے بھی یہی ہے دوسرے لڑکی اب ماشاءاللہ
جوان ہو گئی مجھے بھی فکر ہے اچھا ہے خالو جان ہی شاید کوئی رائے بتلائیں۔

شمس النسا۔ تو بس میں تیاری شروع کرتی ہوں خط لکھدو کہ ہم پرسوں چہارشنبہ
تک میرٹھ پہنچتے ہیں۔

چہارشنبہ کے روز صبح ہی سے تیاری ہونا شروع ہو گئی بھیسیلا ہوا اسباب اُٹھایا جا رہا ہے
آئیے ذرا دیکھیں تو سہی اُس ہجر کشیدہ پر کیا گذری۔ وہ دیکھیے اپنے کمرہ میں پیشانی پر
ہاتھ رکھے بیٹھی ہیں یکایک اُٹھیں دو تین کتابیں اُٹھالیں ورق گردانی کر کے

رکھدیں اُسکے بعد ازار بند لے بیٹھیں دو تین ہاتھ چلائے ایک دم جھنجھلا کر اُٹھ کھڑی ہوئیں پھر کرسی پر بیٹھ گئیں سوچتے سوچتے زار وقطار رونے لگیں افسوس اب جلنے کیا ہوگا اُمید تھی کہ شاید پھر اُس ہویٔ خانہ کا کوئی پھیرا ادھر ہو مگر اس نامراد شادی کے بلاوے نے وہ اُمید بھی رہی سہی توڑ دی نہ معلوم کب واپسی ہوگی افسوس ہجر کی گھڑیاں کسطرح کٹیں گی آہ میں ان جھگڑوں سے تو واقف بھی نہ تھی اتنے میں کھٹکا ہوا جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے ماما نے آکر کہا چھوٹی بیگم صاحب ؟ آپ کی اماں جان نے مجھے بھیجا ہے آپ کے یہاں جو سامان اِدھر اُدھر ہو رکھدوں آپ خاصہ پر جائیے ابا جان یاد کرتے ہیں وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ افشائے راز کے خیال سے ہماری آلام کشیدہ قمر النسا اُٹھ بیٹھیں جلدی سے مونھ پر پانی کا چھپکا مارا خاصہ پر انتظار تھا کھانے کے بعد تانگہ آئے اور یہ مسافران میرٹھ اسٹیشن پر جا وہیں کے لیجئے وہ آئی ریل اور مسافروں کو لے کر یہ جا وہ جا چہار شنبہ کے روز یہ لوگ میرٹھ پہنچے شاندار استقبال ہوا شمس النسا خانم اپنی خلیا ساس سے خوب دل کھول کر ملیں کھانے سے فراغت کے بعد قصے چھڑ گئے شمس النسا نے اپنی خلیا ساس سے کہا ذرا آپ ہی ان قمر النسا کو سمجھائیے اس پر کیسے طرح برے خیالات چھا گئے ہیں۔

حلیمہ خانم (مولوی مشکور حسین کی خالہ) کیوں بیٹی قمر النسا یہ تمہاری ماں کیا کہہ رہی ہیں اچھی ذرا میرے قریب آؤ یہ بات کیا ہے۔

قمر النسا (تسلیم کر کے قریب بیٹھ گئیں) اصل بات یہ ہے نانی اماں! اب سے دو برس پہلے ہمارا گھر مذہبی جھگڑوں سے پاک تھا خود امی جان سے پوچھ دیکھیے یہ اور ہمارے ابا جان دونوں سارے بزرگوں سے اعتقاد رکھتے تھے۔ نیاز فاتحہ میلاد شریف گیارھویں شریف سب ہی تو معمولاً ہوتا تھا بس اب بڑوں کی باتیں ہیں کیا کہوں ابا جان نے بھائی مقہور کو سنتی ہوں کوئی نگوڑا مدرسہ ہے دیوبند

وہاں پڑھنے بھیجدیا بس وہاں سے جو چھ سات برس پڑھکر آئے تو میں سچ کہتی ہوں نانی اماں اُن کی تو کایا پلٹ ہی ہوگئی - اور تو نگوڑی اُلجھی ہوئی باتیں مجھے یاد نہیں رہیں مگر میری نانی اماں آپ بھی تو پڑھی لکھی ہیں کہیں یہ بھی سُنا کہ اللہ جھوٹ بولتا ہے توبہ توبہ بھائی جان تو کہتے ہیں کہ ان کے کوئی استاد ہیں "مرید احمق" اُنہوں نے اپنے فتوے میں لکھدیا ہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے ذرا نانی اماں آپ ہی سینہ پر ہاتھ رکھکر سوچئیے کہ یہ کوئی سچا مسلمان کہے گا آپ کو یقین نہ آئے تو بھائی جان آئے ہوئے ہیں اُن سے ہی نہ پوچھ لیجئے مجھ نگوڑی سے ان ہی باتوں پہ چپ نہیں رہا جاتا کچھ نہ کچھ بول اٹھتی ہوں بس اب میں بری بدعتی ہوں اور جانے کیا کیا ہوں بس نانی اماں یہ ہے وہ جھگڑا جو اتنا بڑا کرکے پیش کیا جاتا ہے -

حلیمہ خانم - اے ہے بچی توبہ کرا بھی جمعہ جمعہ ہفتہ بھر کی پیدائش دودھ کے دانت تک نہیں ٹوٹے ابھی سے بڑوں کے موتھ آنے لگی - مشکور نے پڑھا کر لونڈیا کو خراب کردیا میری تو پہلے ہی یہ رائے نہ تھی کہ اسے عربی فارسی پڑھائی جائے ہماری سعیدہ بیٹی ہیں اُن کے باپ کو بھی یہ دُھن ہوئی تھی وہ تو کھوئیں اڑے آگئی جو خالی اُدھر پر بات ٹل گئی - بیٹی ابھی تمہارے کھیلنے کودنے کے دن ہیں ابھی سے مذہبی جھگڑے ٹنٹے کیوں اپنی جان پر مول لیتی ہو - اور ایسا ہی تمہیں شوق ہے تو ٹھہرو آج رات کو ہمارے پیرو مرشد برحق مولانا لئیم الامۃ صاحب میرٹھ تشریف لا رہے ہیں - ارادہ ہے کہ شادی کی خوشی میں اُن کا وعظ کرایا جائے - بس اُن کی کتابیں دیکھنا اور اُن کی اللہ والی باتیں سنو گی تو تمہارے خیالات سدھر جائیں گے -

قمر النسا - اے نوج اس کو میں اپنی ایڑی چوٹی پر سے نثار کروں نانی اماں آپ کی

بھی کیا باتیں ہوا کرتی ہیں ایک ہی کتاب دیکھی تھی اُس میں تو وہ گندی گندی باتیں لکھی تھیں۔ کہ میری تو زبان سے بھی نہ ادا ہوں۔ آپ انہیں چاہے کتنا ہی بڑھائیں مگر میرے نزدیک تو اُن سے بڑھ کر کوئی گندہ آدمی نہیں ہے میں تو ان کی کتابیں کبھی نہ دیکھونگی۔

حلیمہ خانم (جھلا کر اور شمس النسا سے مخاطب ہو کر) ہے ہے جبھی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اس پر جادو کر دیا ہے۔ خیر سے بی بنّو ابھی منیّا کے کولھے سے لگی بیٹھی ہیں جب تو یہ حال ہے خدا جب وہ دن لائے گا کہ گھر والی بنیں گی تو معلوم کیا غضب ڈھائے گی ذرا مولانا صاحب کو تشریف تو لانے دو یہ ساری تعلیم محو ہو جائے گی۔

قمر النسا۔ کبیدہ خاطر ہو کر وہاں سے اُٹھ گئیں علیحدہ کمرے میں لیٹ گئیں بھری تو ہوئی تھیں خوب دل کھول کر روئیں خیالِ یار نے آ کر جو چٹکیاں لیں تو آنکھوں سے دو دریا جاری ہو گئے طرح طرح کے خیالات آنے لگے کہنے لگیں یا رب کریم؟ میرے حالِ زار پر کرم فرما اے بچھڑے ہوؤں کو ملانے والے ہمیں بھی ملا دے آہ نہ معلوم اُس بیوفا کو بھی میرے دردِ دل کی خبر ہے یا نہیں اگر خبر ہی ہوتی تو کبھی بھولے بھٹکے ہی آ نکلتے ارے مجھے تو اس کا پتہ تک نہیں معلوم کیا میری عمر یوں ہی برباد ہو گی اور جو کہیں یہ بات اماں جان پر ظاہر ہو گئی تو یقین ہے میری بوٹیاں ہی کاٹ ڈالیں گی آواز بھر آگئی ہچکیاں لگ گئیں اور نڈھال ہو کر پلنگ پر گر پڑیں

باب چوتھا
جذبۂ عشق

آئیے ذرا پھر سنبھل کی گلیوں میں گھوم آئیں ارے یہ مولوی غلام غوث خاں صاحب

کے یہاں کیسا مجمع ہے لوگ آجا رہے ہیں چلیئے ذرا دیکھیں اوہ یہ تو ہمارے دوست مولوی غلام علی صاحب ہیں مگر ہائیں یہ کیا صورت ہو گئی ارے کیا یہ وہی ڈیل ڈول والا نوجوان ہے جس سے ہمارے ناظرین کی اُس روز ملاقات ہوئی تھی۔ بس بالکل چھ مہینہ کا بیمار معلوم ہوتا ہے چہرے کی رونق ندارد خون کی بوند نہیں آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں اعزہ عیادت کے لیئے آجا رہے ہیں۔ حکیم محمد بخش صاحب نے کمزوری قلب تجویز کی ہے مفرحات و مقویات دی گئی ہیں مگر ہمارا دوست کچھ ایسا ضدی واقع ہوا ہے کہ دوا نہیں پیتا نہیں پیتا۔ اتنے میں چھوکرا دوڑا ہوا آیا اور کہا چھوٹے سرکار؟ سکندر بانو بی آئی ہیں پوچھتی ہیں اگر بھائی صاحب جاگتے ہوں تو میں آؤں

غلام علی۔ (نحیف آواز میں گاؤ تکیہ کا سہارا لیتے ہوئے) ہاں اُنسے کہدو کہ آئیں کیوں نہ اور سُن تو سہی کیا اُن کی اماں جان بھی آئی ہیں۔

چھوکرا۔ جی نہیں سرکار۔

غلام علی۔ اچھا انہیں یہاں بھیجدو۔ سکندر بانو ہمارے دوست کی ماموں زاد بہن ہونے کے علاوہ رضاعی بہن بھی ہیں دیکھئے وہ چلی آرہی ہیں پندرہ سولہ برس کا سن سیدھا سیدھا نقشہ چہرے سے حیا اور متانت ٹپکتی ہے خلقی سادگی پسند واقع ہوئی ہیں۔ لیجیئے وہ آپہنچیں بھائی کے قریب آکر۔

سکندر بانو۔ تسلیم عرض کرتی ہوں بھائی جان! مزاج اب کیسا ہے۔

غلام علی۔ جیتی رہو بہن خدا کا شکر ہے جیتے ہیں دعا کرو خدا خاتمہ ایمان اور سنیت پر کرے (آواز بھرا جاتی ہے)

سکندر بانو۔ بھائی جان آپ مرد ذات ہو کر اتنا ہراساں ہوتے ہیں ایسے مرض تو انسان کے پیچھے لگے ہی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ شفا دے گا اور اب تو آپ پہلے کی بہ نسبت خدا کے فضل سے اچھے ہیں۔

غلام علی ۔ بہن سکندر بانو تم مجھ سے عمر میں چھوٹی ہو مگر میں تم کو اپنی حقیقی بڑی بہن کی جگہ تصور کرتا ہوں (دوا کی شیشیوں کی طرف اشارہ کر کے) ان کمبختوں نے مجھے بیزار کر دیا ہے حکیم صاحب کی ہر آمد میرے لیئے روحی اذیت کا باعث ہوتی ہے جس مرض کی دوا نہیں اس کی دوا تجویز کرتے ہیں ۔

سکندر بانو ۔ واہ بھائی جان میں تو آپ کو بہت مضبوط دل سمجھتی تھی آدمی کو ہمیشہ نیک فال زبان سے نکالنا چاہیئے جس خدا نے درد اُتارا ہے وہ دوا بھی اُتارتا ہے ذرا مجھ سے تو کہیئے کونسا مرض ہے جس کی وجہ سے آپ یوں ہر سال ہوتے ہیں

غلام علی ۔ میری بہن میری آنکھیں بھی تم کو ڈھونڈتی ہیں اب میری جان کی حفاظت تمہارے ہاتھ ہے ۔ میں چچا جان کی برسی سے واپس آ رہا تھا دھوپ کی تپش سے بشدت پیاس لگی راہ میں ایک بارہ دری کے پائیں باغ میں مالی سے پانی لیا اور بے تحاشا پی گیا دھوپ سے چلا ہوا آیا تھا پانی اس شدت سے دل پر لگا کہ میں بیہوش ہو گیا نہ معلوم کتنی دیر بیہوش رہا جب مجھے قدرے ہوش آیا تو میں نے اُٹھنا چاہا اُٹھنا تو درکنار ہمیشہ کے لیئے دل بیٹھ گیا مغربی کمرہ کی کھڑکی کھلی ہوئی اور اسمیں ایک چاند تھا اور وہ بھی چودھویں کا ایک حور تھی مگر آٹھویں جنت کی ایک پھول تھا مگر گلاب کا بس وہ دن ہے اور آج کا دن زندہ ہوں مگر مُردوں سے بدتر سوچتا ہوں کہتے کہتے سر کہ ڈھل گیا اور سہارا مہجور دوست بیہوش ہو گیا سلیقہ مند سکندر بانو نے کپڑا کیوڑہ میں تر کیا اور بھائی کی پیشانی پر رکھدیا اور آہستہ آہستہ پنکھا جھلنا شروع کیا تھوڑی دیر میں مریض ہجر نے آنکھ کھول دی گاؤ تکیے کے سہارے سے بیٹھ گئے ۔

سکندر بانو ۔ دل سنبھالیئے اتنے مایوس نہ ہو جیئے بہن آپ پر سے قربان وہ بارہ دری اپنے شہر کے رئیس مولوی مشکور حسین صاحب کی ہے اور وہ غیرت ماہ میری

سہیلی قمر النسا خانم ہے یہ ضرور ہے کہ اگر آفتاب مشعل لے کر ڈھونڈھے جب بھی وہ ایک ہی لڑکی ہے مگر افسوس بھائی صاحب آپ کے بیچ بری جگہ پڑے۔

غلام علی۔ میری بہن جلد بتاؤ کیا بات ہے

سکندر بانو۔ بات یہ ہے کہ دو برس کا عرصہ ہوا وہ گھرانا دیوبندی وہابی ہوگیا اُن مولوی صاحب نے اپنے لڑکے مقہور کو دیوبند پڑھنے بھیجدیا جب سے وہ دستار فضیلت لپیٹ کر آئے ہیں انہوں نے بوڑھے ماں باپ کو بھی اپنے پھندے میں پھنسالیا البتہ.............

غلام علی۔ اُف میرے خدا میں کیا سن رہا ہوں میری محبوبہ اور دیوبندیہ اُف اُف غضب یہ کیا ہوا۔

سکندر بانو۔ بھائی جان ذرا صبر تو کیجئے آپ نے تو میرے موتھ سے ہی بات لے لی صرف وہ لڑکی ہی اُس گھر میں وہ خوش قسمت فرد ہے جو اس دیوبندی سانپ کے زہر سے بچی ہوئی ہے۔

غلام علی۔ شکر ہے خدا کا کیا میں سچ سن رہا ہوں۔

سکندر بانو۔ جی ہاں بالکل سچ مگر اب جب بھائی نے دیکھا کہ میری اینڈی بینڈی دلیلوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو اب یہ مشورہ ہوا ہے کہ جلد از جلد اُس کی شادی کسی بڑے دیوبندی ملا کے ساتھ کر دی جائے اثر صحبت آپ ہی یہ رنگ پلٹ دیگا۔ میں نے اُڑتی ہوئی خبر پائی تھی کہ وہ اپنے خاندان سمیت میرٹھ گئی ہوئی ہیں۔ للہ میرے بھیا آپ اس خیال کو جانے دیجئے دین و ایمان کا واسطہ ہے اللہ جانے کیا سے کیا ہو۔

غلام علی۔ عزیزہ بہن! میرا مجازی عشق اب عشق حقیقی کے قدم بقدم چل رہا ہے میں کن آنکھوں سے دیکھونگا کہ میری مسلمان سنی معشوقہ کسی مرتد کے پنجہ میں پھنسے

آخری کوشش کر کے میرٹھ پہنچا ہوں خدا کرے حکیم صاحب اجازت دیدیں۔

سکندر بانو۔ آپ مرد ذات ہیں ماشاء اللہ پڑھے لکھے ہیں میری جو سمجھ میں آیا میں نے کہدیا کہ پیر و مرشد کا رآپ کو آپ کی مراد کو پہنچائے اچھا اب میں جا رہی ہوں، پھوپی جان انتظار کر رہی ہونگی۔ سکندر بانو تسلیم کر کے چلی گئیں۔

غلام علی نے اپنے والد سے اجازت لے لی اور حکیم صاحب نے بھی اجازت دیدی ہے کہ اچھا ہے۔ آب و ہوا بھی بدل جائیگی۔ چنانچہ دوشنبہ کے برکت والے روز ہمارے محترم نوجوان غلام علی صاحب مجبوریۃً وطن وطن اصلی سے وطن اقامۃ کیطرف راہ پیما ہوئے۔

آئیے ذرا میرٹھ کے اسٹیشن کی سیر کریں آج یہاں خلاف معمول چہل پہل ہے۔ ایک موٹر کار سجا ہوا سرخ سبز جھنڈیاں لگی ہوئیں اسٹیشن کے باہر کھڑا ہے۔ دیکھیں تو سہی یہ کیا معاملہ ہے اسٹیشن کے اندر داخل ہو گئے یہاں معمول سے آج کچھ زیادہ آدمی نظر آرہے ہیں۔ بہت سے لوگ سفید پوش جھنڈیاں اور ہار ہاتھ میں لیئے ہوئے کسی آنیوالے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم یہی سوچ رہے تھے کہ سگنل ہو گیا وہ دیکھئے اٹیشن گھوڑا دوڑا ہوا چلا آرہا ہے گاڑی رُکی ہم بھی سراپا اشتیاق ہو کر آگے بڑھے۔ سیکنڈ کلاس پر لوگوں کا مجمع ہو گیا کچھ حضرات ایک آرام کرسی لئے ہوئے دوڑے ذرا ملاحظہ کیجئے وہ دیکھئے مولاناؤں کی وضع کے ایک مقدس صورت دست بدست اُس آرام کرسی پر بٹھائے گئے۔ ٹخنوں تک جبہ لٹکا ہوا ٹھمکا سا قد بڑے بڑے دانوں کی تسبیح سیلہ جو تو مڑی مبارک پر بندھا ہے بعینہٖ یہی معلوم ہوتا کہ کھرل اوندھا کر کے رکھدیا ہے۔ ایک صاحب نے تو کہا تھا ان کا ٹٹو ہے دوسرے نے کہا جی نہیں اچھا خاصا بجر بٹو ہے۔ اور ذرا یہ تو ملاحظہ فرمائیے یہ کون ذات شریف ہیں بوستانِ خیال کے مترجم خواجہ امان کو خدا نے سنیت عطا کی ہو بھئی ان کا خاکہ تو اُس نے خوب کھینچا تھا۔ نہیں نہیں فسانہ آزاد کے خوجی شاید ابھی "بوا زعفران" کی عنایتوں کا شکار ہو کر چلے آرہے ہیں ارے بھائی جانے دو نہ معلوم کون

ٹکر گدا ہے شاید مولوی صاحب نے اپنے ساتھ بٹھالیا ہوگا۔ ہاں جناب یہ جلوس تو ادھر روانہ ہوا ہم اپنے دوست غلام علی کی تلاش میں روانہ ہوئے وہ دیکھیئے چلے تو آرہے ہیں ایک مختصر سا بستر اور ایک سوٹ کیس ہمارے معزز دوست کا سامان ہے صورت پر مردنی چھائی ہوئی نہ معلوم کیا کیا خیال کرتے ہوئے اسٹیشن سے باہر آئے مگر ہماری طرح انہیں بھی حیرت نے گھیرا ایک صاحب سے پوچھا اجی حضرت! یہ کون مولانا صاحب ہیں یہاں کہاں تشریف لائے ہیں معلوم ہوا کہ مولانا الئیم الامۃ صاحب اور مولانا اخبث الرحمن صاحب دربنگی رئیس شہر مولوی امداد اللہ صاحب کی دعوت پر تشریف لائے ہیں (یہ سنکر ہمیں بہت افسوس ہوا کہ ہم نے اپنے بڑے بڑے حضرتوں کو کیا کیا کہہ دیا خیر اللہ تعالیٰ اجر خیر دے) غلام علی اپنی بیچین حسرتوں کو آغوش تمنا میں لیئے ہوئے اپنے دوست عطا محمد خاں کے یہاں چلدیئے راہ میں ایک آواز نے اپنی طرف متوجہ کرلیا ایک بڑے میاں پرانی وضع کے ایک ٹٹو پر سوار ہاتھ میں چوراہے پر کھڑے کچھ کہہ رہے تھے تانگہ آگے بڑھا تو معلوم ہوا کہ نئے آئے ہوئے مولانا صاحب کے وعظ کا اعلان دے رہے تھے ذرا سنیئے گا۔ محلہ اندر کوٹ میں مولوی امداد اللہ صاحب کے بڑے ہال میں بعد مغرب حضرت مولانا الئیم الامۃ صاحب کا وعظ ہوگا۔ آپ لوگ ضرور تشریف لائیں۔ ہمارا دوست سُنتا ہوا عطا محمد خاں کے یہاں جا پہنچا۔ بچھڑے کے دوست کیا ملے کہ شکایت کے دفتر کھل گئے۔

عطا محمد خاں۔ واہ یار بھئی ہم تمہیں اتنا بیمروت نہیں سمجھتے تھے آج سات برس کے بعد نصیب جاگے ہیں۔ ارے بھائی خط کتابت سے ہی یاد کیا ہوتا ہائیں یہ تمہاری صورت کیا ہو گئی۔ ارے کیا یہ میرا وہی چلبلا دوست ہے جو دو منٹ نچلا بیٹھنا نہ جانتا تھا۔

غلام علی۔ زمانہ کے ہاتھوں سب ہی کو شکوہ ہے (آواز بھرا گئی ضبط کے باوجود آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہو گئے)

عطا محمد خاں۔ ہائیں ہائیں میرے دوست تمہیں قسم ہے پیدا کرنے والے کی ذرا اپنا

حال دل تو بیان کرو آخر ماجرا کیا ہے میں تو گھبرا گیا جبتک عطا محمد کی جان میں جان ہے تمہیں مغموم نہیں دیکھ سکتا۔

غلام علی۔(آنسو پونچھتے ہوئے) میرے پیارے دوست تمہارے تسکین آمیز جملے اظہار حال کی جرأت دلاتے ہیں۔ (یہ کہہ کر از ابتدا تا انتہا داستان غم سنادی)

عطا محمد (تسکین آمیز لہجہ میں) پیارے دوست استقلال پیدا کرو اگر خدا کا فضل اور بزرگوں کی مدد شامل حال ہے تو انشاء اللہ یہی تمہارا دوست عطا محمد جان توڑ کوشش کرے گا۔

غلام علی (کے چہرے پر فرحت کے آثار نمایاں ہوگئے) دوڑ کر اپنے غمخوار دوست سے لپٹ گیا دیر تک دونوں دوست ہم آغوش رہے۔ عطا محمد خاں نے اپنے محترم مہمان کے لئے عمدہ کمرہ سجا دیا آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھے دونوں دوست باتیں کر رہے ہیں۔

غلام علی۔ارے بھئی یہ تمہارے شہر میں کوئی مولانا آئے ہوئے ہیں میں نے سُنا ہے کوئی امداد اللہ صاحب ہیں۔ ان کی دعوت پر یہ اُن کے پیر صاحب تشریف لائے ہیں۔ اور آج شب میں اُن کے یہاں وعظ ہے چلوگے نا؟

عطا محمد۔ارے یار کیا کہوں مدت ہوئی میرٹھ ثانی دیوبند بنا ہوا ہے دیوبندیوں کے بڑے بڑے مڈھ آتے ہیں۔ اور بھیک کی جھولیاں بھر لے جاتے ہیں۔ ہمارے شہر کے رئیس ہیں مولوی امداد اللہ صاحب باپ دادا سب سُنّی تھے مگر یہ انہیں جیسے حضرات کے پھندے میں پھنسکر دیوبندی ہوگئے اب تو گھر بھر انہیں مولانا لئیم الامۃ صاحب کا کلمہ پڑھتا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا تمہارے شہر سنبھل کے کوئی مشہور رئیس ہیں بھلا سا نام ہے مشکور اللہ ارے توبہ مشکور علی۔

غلام علی (بات کاٹ کر) مشکور حسین تو نہیں۔

عطا محمد۔ ہاں ہاں وہی ان سے بھی مولوی امداد اللہ صاحب کی رشتہ داری ہے بلکہ میں نے تو سنا ہے کہ وہ آئے بھی ہوئے ہیں مگر ان کا ایک لڑکا ہے کیا نام ہے اُس کا دیکھو......

غلام علی (جلدی سے) منتھور یعنی منتھور۔

عطا محمد۔ ہاں ٹھیک ہے وہ تو بڑا خبیث دیوبندی ہے۔ اگرچہ رشتہ داری تو ہماری بھی ہے مولوی امداد اللہ صاحب سے مگر ہم نے تو اُسکے یہاں مدتوں سے آنا جانا چھوڑ دیا ہے مگر کوئی تقریب ان کی خالی نہیں جاتی کہ مجھے دعوت نامہ نہ آتا ہو۔ خیر اگر تم کہتے ہو تو چلیں گے۔

غلام علی (ٹھنڈی سانس لے کر) آہ دوست کیا بتاؤں قسمت نے کہاں پھنسایا ان ہی مشکور حسین کی دختر ماہ پارہ میری قسمت کی مالک ہے آہ رونا تو یہی ہے کہ نادان دل کی بدولت کہیں میرا قدم معاذ اللہ راہ مستقیم سے نہ بہک جائے۔

عطا محمد۔ سبحان اللہ یہ تو مجھے معلوم ہی نہ تھا۔ واہ دوست خوب سنائی بس اب کیا ہے اپنی تمنا پوری ہوئی سمجھو۔ میرے خیال میں تمہارا وہاں چلنا ضرور مفید ثابت ہوگا اور کیا عجب کہ کچھ اچھے اثرات ظہور پذیر ہوں۔

غلام علی۔ اچھا تو میں دو تین کتابیں نکال رکھوں۔

عصر کے ہی وقت دونوں دوستوں نے مل کر کھانا کھایا ہمارے مولوی دوست نے چند کتابیں نکال کر رومال میں باندھ لیں اور دونوں دوست چل دیئے۔

خیر نگر کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور اس کے بعد وعظ گاہ کی طرف روانہ ہوئے اہاہا یہاں تو بڑے ساز و سامان ہیں جا بجا بجلی کے سرخ و سبز قمقموں کی جھالر لگی ہوئی ہے متعدد گیس رات کو دن بنائے ہوئے ہیں۔ جھاڑ فانوس الگ ضیا باری کر رہے

ہیں۔ دو تین فرلانگ تک دریوں کا فرش ہے منبر کے سجانے میں تو کمال ہی کر دیا ہے سرخ ریشمی شامیانہ تنا ہوا ہے مخملی قالین پر کمخواب کے تکیہ پڑے ہیں پھولوں سے شامیانہ پر محرابیں بنائی گئی ہیں لوگ کثیر تعداد میں جمع ہو رہے ہیں بلاوا بھی کئی روز سے دیا گیا تھا۔ ہمارے دونوں دوست رنگ محفل دیکھ کر دنگ ہو گئے۔

غلام علی۔ ارے یار یہ سب بدعتیں یہاں جائز ہیں بھئی کیا مجلس کرانے والوں کو اپنے پیر صاحب کا لمبا چوڑا فتویٰ شرک نہیں معلوم۔

عطا محمد۔ نہیں بھئی وہ فتوٰی تو صرف مسلمانوں کے آقا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھا ان کے لئے تو ان کے شہید دہلوی نے قتل ہو کر جہنم لے جا کر کفارہ کر دیا تمہیں معلوم نہیں یہ محفل پیٹ شریف کی ہے جو آئے دھڑ غلک ہیں۔

غلام علی۔ لعنت ہے ایسے خبیث مذہب پر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اپنے حماقت پناہ پیر کے برابر بھی نہ ہو۔ اور ذرا دیکھنا یہ ادھر قناتیں کیوں کھڑی کی گئی ہیں۔

عطا محمد۔ واہ بھئی واہ کیا صرف مرد ہی پیر صاحب کا فیض لیں اور کمسن کمسن مریدائین یوں ہی رہ جائیں یہ قناتیں اس لئے کھڑی کی گئیں کہ یہاں سے نورانی فیوض اُن کی نئی نویلی مریدائین اپنے باطن میں اتار لیں اب تو سمجھے یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں دوست منبر کے قریب بیٹھ گئے۔ یکایک غل ہوا کہ پیر صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ مولوی مشکور حسین مولوی امداد اللہ اور حضرت منظور صاحب پیر صاحب کی آرام کرسی کے پائے پکڑے چلے آ رہے ہیں سچ پوچھئے تو یہیں گنگا رام کی ٹکٹکی کا دھوکا ہوا۔ اور پیچھے پیچھے وہی منار منکوس کی حقیقی ماں کے لڑکے اپنی دستار ہیں ارے تو یہ اپنی شان میں مست چلے آ رہے ہیں۔ ہمارے ستی دوستوں کے علاوہ سارا مجمع کھڑا ہو گیا آرام کرسی منبر ہی پہ رکھ دی گئی۔

راوی۔ بھئی ہماری سمجھ میں یہ آرام کرسی کی منطق نہیں آئی۔ ہمارے ملا پٹارا عرف خوجی کے خالہ زاد بھائی بھی برابر ہی بیٹھ گئے وعظ کا وقت قریب آگیا آئیے ذرا دیکھیں ہماری ہیروئن کہاں ہیں آ توہ معاذ اللہ آج تو عجیب طرح کا ٹھاٹھ ہے لباس تو سیاہ ہے مگر ایسی ہی جیسے گھٹا میں چاند یا کنول کے پھول کے ارد گرد بھونرا مگر دل کی اُداسی چھپائے نہیں چھپتی۔ ہر چند ہنسنا چاہتی ہیں مگر جب دل قابو میں ہو۔ رہ رہ کر خیال آتا ہے کاش کہ آج ہیں دیارِ محبوب ہی میں ہوتی اگر بیوفا نہ بھی توجہ کرتا تو کم از کم اُس کی گلی میں چلی ہوئی ہوا ہی سے دو دو باتیں کر کے غم غلط کر لیتے۔

خلاصہ کلام وعظ شروع ہو گیا اول تو بوکھلاہٹ ملاحظہ فرمایئے کہ مولانا لئیم الامۃ صاحب خطبہ ہی پڑھنا بھول گئے۔ وعظ کیا تھا کاٹھیاواڑی ریاستوں کی مشترکہ ریل گاڑی تھی کوئی ڈبہ کالا کوئی زرد کوئی سُرخ بیان کرتے کرتے اسٹیم جو تیز ہوئی تو فرمانے لگے بھائیو آج کل آم کھانا بالکل حرام قطعی ہے کیونکہ باغ والے پھل آنے سے پہلے فصل بیچ ڈالتے ہیں اور یہ بیع شرعاً باطل ہے لہذا آج کل آم کھانا بالکل حرام ہے تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے آج کل لوگ کتنی بدعتوں میں مبتلا ہیں کوئی میلاد شریف کرتا ہے جھاڑ فانوس جلاتا ہے محفل سجاتا ہے کوئی آم کھاتا ہے یہ سب کے سب جہنمی ہیں پھر فرمایا رسول اللہ صلعم کو اتنی قدرت کہاں کہ وہ غیب جان سکیں اور جسقدر جانتے بھی ہیں اُسقدر تو ہم تم تمام بچے تک جانتے ہیں۔ ابھی لئیم الامۃ صاحب کا چکڑ وعظ یہاں تک ہی پہنچا تھا کہ ہمارے دوست غلام علی کھڑے ہو گئے اور بولے

غلام علی (رسالہ مبارکہ حسام الحرمین دکھلاتے ہوئے) مولوی صاحب دیکھیئے یہی آپ کی گندی گالی ہے جس پر علمائے حرمین مطہرین آپ کو باتفاق کافر و مرتد فرما چکے ہیں

ساری مجلس تہ و بالا ہو گئی۔ ہماری ہیروئن جو ایک عالم محویت میں بیٹھی ہوئی یہ سب کچھ سُن رہی تھیں چونک پڑیں خیال کیا کہ یہ کون اللہ کا بندہ ہے جس نے سچائی کی طرفداری کی۔

(صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کہتے ہیں)

قناتوں کی درازسے جھانک کر دیکھا سامنے ان کے دل کا مالک حق کی سپر بنا کھڑا تھا بیساختہ مونہہ سے نکلا "خدا کا شکر ہے" وہی پہلی سی شیرینی تھی ساری فضا مترنم ہوگئی نظریں آج دوبارہ چار ہوئیں دل تڑپ گیا مگر واہ جوانمرد غلام علی سبحان اللہ مذہب کا شیدائی ہو تو ایسا ہو خیال کیا آج محبوب حقیقی کی عزت وحرمت کیلئے سینہ سپر کیا ہے معشوق مجازی اسی کے صدقے میں مل ہی رہیگا دل تھام کر مونہہ پھیر لیا قمر النسا ٹکٹکی باندھے دیر تک دیکھتی رہیں۔ کہ پیچھے سے کسی نے پہلو میں چٹکی لی یہ سعیدہ خانم مولوی حشکور حسین کی خالہ زاد بہن تھیں قمر النسا تو اس وقت جمالِ یار میں مصروف تھیں تنک گئیں۔

قمر النسا: اے واہ آپ نہ دیکھیں وقت نہ ناوقت بس چھیڑنا فرض ہے ناحق ہمیں ایسی دل لگی نہیں بھاتی۔

سعیدہ خانم (جو آج تک رازِ نہانی سے بیخبر تھیں) اے لو مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ کسی پہلونشین کا انتخاب کر رہی ہیں (ہنسکر) کہو میری پیاری قمر! کون گبرو منتخب کیا ذرا ہمیں بھی تو دکھانا۔

قمر النسا (شرما گئیں پیشانی پر پسینہ آگیا) بولیں پھوپھی اماں آپ کا رشتہ بڑا ہے تو کیا ہوا آپ کا میرا کچھ ایسا چھوٹا بڑا پا نہیں دیکھئے کہیں پھر اب ہم بھی نہ کہہ چلیں میری بلا کسی کو منتخب کرنے لگی یہ تاکنی جھانکی آپ ہی کو مبارک رہے میں یہ ذرا دیکھنے لگی تھی کہ یہ مجلس میں کیا گڑبڑی سی ہوگئی آپ بات کو کہاں سے کہاں لے گئیں۔

سعیدہ خانم (گلے لگا کر) نہ بھئی اب نہ کہیں گے تم تو سچ مچ رونے لگیں لے اب میرے سر کی قسم ہنسدو (یہ کہہ کر زور سے پہلو میں گدگدا دیا)

قمر النسا ہنسی کے مارے بیتاب ہوگئیں کہنے لگیں اچھا اب نہ ستائیے ذرا دیکھئے تو سہی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ سعیدہ خانم بھی ادھر مخاطب ہوگئیں۔

ادھر سنیئے کہ لئیم الامت صاحب بڑی کشمکش میں پھنس گئے بیچارے سوچتے تھے کہاں سے کمبخت آن پڑا ساری لئیم الامتی کرکری کردی سوچ ساچ کر بولے ۔ بھئی مولانا! (یعنی وہی ہمارے ملا پٹارا عرف فضا مفکوس کے خالہ زاد بھائی) ذرا آپ کھڑے ہو جائیے اور مجمع کی غلط فہمی دور کر دیجئے بس جناب ہمارے ملا پٹارا اپنا جبہ سنبھالتے ہوئے کھڑے ہو گئے ریش دراز پر ہاتھ پھیرا کھانسنے کھنکارنے کے بعد بولے۔

مولوی پٹارا ۔ بھائیو! یہ کتاب بالکل جھوٹی ہے سمجھو اور یہ عرصہ دراز سے شائع ہو چکی ہے سمجھو اور ہم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا سمجھو

راوی کتنے بڑے بےغیرت ہیں آپ سمجھو کس بےحیائی سے اپنی گمراہی ظاہر کر رہے ہیں سمجھو۔

(تھوڑی دیر خاموش رہ کر) اور یہ کتاب قابل عمل نہیں ہے سمجھو اور ہم سے کوئی بحث کیا کر سکتا ہے سمجھو ابھی ملا سمجھو صاحب کی گاڑی یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ ساری مجلس درہم برہم ہو گئی دس ادھر چار ادھر طرح طرح کی پھبتیاں کستے ہوئے چل دیئے۔

باب پانچواں

شادی

آج محلہ میں بڑی گہما گہمی ہے بات یہ ہے کہ آج رات کو مولوی امداد اللہ کے لڑکے محمد حسین کی شادی ہے بڑی دھوم دھام کی گئی ہے مگر پیر صاحب لئیم الامۃ صاحب کا ارشاد ہے کہ خبردار سہرا نہ ڈالنا کوئی منت کا کونڈا جو تم لوگوں میں ہوتا تھا ہرگز نہ کرنا۔

غرض دعوت نامے بھیجے جا رہے ہیں منجملہ اُنکے ایک خصوصی دعوت نامہ ہمارے دوست عطا محمد خاں کے یہاں بھی پہونچا جس میں وہ مع اپنے احباب کے مدعو تھے۔

دعوت نامے کو دیکھ کر عطا محمد خاں نے کہا۔

عطا محمد خاں ۔ یار غلام علی ہیں تو ان لوگوں کے یہاں ہرگز نہ جاتا خصوصًا جبکہ وہ دیوبندی لئیم الامۃ بھی مدعو ہے مگر خیال آتا ہے کہ میرے وہاں جانیسے شاید تمہارے لئے کوئی بہتری کی صورت نکل آئے میرے خیال میں تو تمہیں بھی میرے ساتھ چلنا چاہیئے۔

غلام علی ۔ بھائی عطا محمد خاں مجھے اتنے حواس کہاں ہیں کہ میں اچھائی برائی کو خود سمجھ سکوں آج دوست ؟ کل دوسرا موقع تھا کہ نظارہ جاناں نے زخم دل پھر ہرا کردیا میرے لئے تم جو بہتر سوچ گئے ہیں اُسی پہ کاربند ہونگا۔

عطا محمد خاں ۔ بھئی میں نکاح میں تو جاؤنگا نہیں البتہ کل ولیمہ کی دعوت ہے میں اپنے ہمراہ تمہیں بھی لے لونگا۔

دوسرے دن دس بجے کے قریب ولیمہ کا بلاوا آیا رشتہ داری کی وجہ سے آدمی دوبارہ بھیجا گیا تھا۔ خیر ہمارے دونوں دوست چلدیئے۔

جس ہال میں اس روز وعظ ہوا تھا اُسی جگہ دعوت گاہ تھی صاحب خانہ مولوی امداد اللہ مہمانوں کی آؤ بھگت کر رہے تھے دعوت گاہ بہت پر تکلف تھی صدر میں مسند پہ لئیم الامۃ صاحب بیٹھے تھے اور اُنکے برابر ہی ہمارے ملا پٹارا صاحب براجمان ہوئے تھے ہمارے دوست جب پہنچے مولوی امداد اللہ صاحب نے بہت شگفتگی کے ساتھ استقبال کیا اور مولوی لئیم الامۃ صاحب کے مقابل والی مسند پر لیجا کر بٹھایا دستر خوان چنا گیا کھانا واقعی بہت پر تکلف تھا۔ لئیم الامۃ کے سامنے بہت زیبائش اور تکلف کیساتھ کھانا چنا گیا ہمارے ملا پٹارا صاحب تو گویا جلاب لئے بیٹھے تھے بلا مبالغہ دو بڑی رکابیں چینی کی زردے سے چوٹی تک بھری ہوئی دو تین ہی لقموں میں صاف کر گئے اور ہاتھ اب بھی چل رہا تھا اتنے میں سعید اللہ صاحب ایک چینی کی بڑی قاب میں عمدہ آم نہایت سلیقہ کے ساتھ تراشے ہوئے رکھ کر لائے اور لئیم الامۃ صاحب کے سامنے رکھدیئے

لئیم الامۃ صاحب نے کن انکھیوں سے چاروں طرف دیکھا (کوئی دیکھتا تو نہیں کل والا فتوا یاد آ گیا) مگر بد قسمتی سے عطا محمد کھانے سے فارغ ہو چکے تھے اور مخصوص دیکھ رہے تھے کہ دیکھئے آج یہ آموں والی بدعت سرزد ہوتی ہے یا نہیں لئیم الامۃ صاحب کی نگاہ پڑی بڑھتے ہوئے ہاتھ رک گئے مگر آموں کی شاندار صورت لانبی دبیز مورت نے گدگدی کرنا شروع کر دی آخر ضبط نہ ہو سکا آنکھ بند کر کے ذرا ملاحظہ فرمائیے کس دیدہ دلیری سے فرماتے ہیں لاؤ لاؤ خیر میں تو ایسا متقی پرہیزگار بھی نہیں ہوں آم لے لئے اور ایک دو تین نو دو گیارہ ختم! عطا محمد خاں نے اپنے دوست کو یہ نظارہ دکھلایا غلام علی کھڑے ہو گئے اور بولے۔

غلام علی۔ بھائیو! آپ میں یقینی بہت سے وہ حضرات بھی ہونگے جو پرسوں شب میں لئیم الامۃ صاحب کے وعظ میں موجود تھے یاد ہے وہ مسئلہ سناتا وہی کہ آجکل آم کھانا حرام قطعی ہیں مگر ملاحظہ فرمائیے۔ وہی لانبی داڑھی والے مولانا آج اپنے اُسی فتوے کے رو سے حرام قطعی کے مرتکب ہو رہے ہیں مگر میں بھولا ارے یہ تو یہ لکھ چکے ہیں اپنی کتابوں میں سے زبہشتی زیور نکال کر یہ دیکھئے ابو العلائی پریس کا مطبوعہ انہیں مولانا لئیم الامۃ صاحب کی تصنیف ہے اس کے صفحہ تین پر لئیم الامۃ صاحب فرماتے ہیں ذرا غور سے سُنیئے "حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اسکا منکر کافر ہے اور بے عذر اُس کا چھوڑنے والا فاسق اور جہنم کا مستحق ہے۔ تو اگرچہ آجکل آم کھانا حرام قطعی ہے مگر کیا کریں مولوی صاحب کے پاس کوئی عذر شرعی تھا ہی نہیں مجبوراً حرام کا مرتکب ہونا پڑا۔ یہ تو اعمالی حالت ہے۔ اب ذرا عقائد سنیئے انہوں نے اپنی شائع شدہ کتاب خبط الایمان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا علم جیسا کہ چوپایوں اور ہر پاگل اور بچہ کو ہے ثابت کیا۔

آپ لوگ خود غور فرمائیں کیا دعوے اسلام اتنا سستا ہے کہ آقائے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو سڑی سڑی گالیاں دو اور پھر بھی اسلام و ایمان مشیخت و ایقان کے واحد ٹھیکے دار
بنے رہو۔ نوجوان غلام علی کی اس ایمان افروز تقریر کا حاضرین پر گہرا اثر ہوا اور ہر طرف
سے لئیم الامۃ صاحب پر لعن و طعن شروع ہو گیا اب تو مولوی امداد اللہ صاحب کے
بھی کان کھڑے ہوئے۔ سوچے افوہ ایک عامی آدمی کا اگر جواب نہ دیا گیا تو پیر صاحب
کی مشیخت کے ساتھ ساتھ اپنی بھی پگڑی اچھلے گی جلدی سے جھپٹ کر پیر صاحب
کے قریب آئے دست بستہ عرض کیا۔

امداد اللہ۔ حضور والا اس میں ہمارے اکابر اور خود جناب والا کی بڑی توہین ہوتی ہے
اس نوجوان کے ہزلیات کا اگر جواب نہ دیا گیا تو بڑی سبکی ہو گی۔ ہماری ۶۱ برس
کی محنت میرٹھ میں اکارت جائے گی۔

لئیم الامۃ صاحب (جو سرنگوں سوچ رہے تھے ایں گل دیگر شگفت تقدس در کنار
ظاہری تقدس بھی رخصت ہوتا نظر آتا ہے) بہت ہی مری آواز میں بولے کہ بھئی ایسی
خرافات کا کیا جواب دیا جائے (ملا پٹارا کی طرف مخاطب ہو کر) بھئی مولانا؟ ذرا عوام
کی تسکین خاطر کے لئے کچھ کہہ دیجئے۔ یہ سنکر امداد اللہ کی جان میں جان آئی
کہ چلو بات بن گئی۔ یہ ہمارے مولوی پٹارا صاحب (جو ابھی تک بقیہ آم کے بڑے
بڑے قتلے ایک ایک دو دو کر کے صاف کر رہے تھے) قہر سنی بر جان دیوبندی
کہتے ہوئے مردہ صورت لے کے اٹھے ذرا سنیئے کیا فرماتے ہیں۔

مولوی پٹارا۔ بھائیو! ان حضرت کی باتوں پر بالکل دھیان نہ کرو سمجھو اور میں تو مناظرہ
کے قابل نہیں ہوں سمجھو میری کتابیں بہت سی چھپ چکی ہیں سمجھو جب اسکا جواب
ان لوگوں سے نہیں ہو سکا سمجھو تو آگے انہیں بولنے کا کیا حق ہے سمجھو (چاہتے
تھے کچھ اور کہیں کہ ہمارا فاضل دوست کھڑا ہو گیا اور بولا)

غلام علی ۔ بھائیو! اگرچہ یہ جلسۂ دعوت ہے مگر مسلمان کا ایمان ان سب سے مقدم ہے اس وقت لئیم الامۃ صاحب اور ان کے شاگرد رشید (مولوی پٹارا صاحب) یہاں موجود ہیں وہ اختلافات جو ان ہیں اہل حق میں ہیں اور جن کی وجہ سے امت میں تفرقہ پڑ گیا ہے دور ہو سکتے ہیں اسوقت تک ان حضرات کو اپنے شہر سے نہ جانے دیجیئے جبتک کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہ ظاہر ہو۔

حاضرین دعوت (بیک آواز) بالکل صحیح فرمایا یا تو یہ خود مناظرہ کریں ورنہ کسی معتمد مولوی کو بلائیں اور مناظرہ ہو جائے۔

مناظرہ کا نام سننا تھا کہ چھکے چھوٹ گئے نبضیں ساقط ہو گئیں ۔ اور مولوی پٹارا صاحب کھڑے ہو گئے اور بولے۔

مولوی پٹارا صاحب ۔ بھائیو جب میں چلا تھا تو میری والدہ صاحبہ کی طبیعت بہت ناساز تھی سمجھو مگر محترم میزبان اور حضرت مولانا کے اصرار نے مجبور کر دیا سمجھو اور خود حضرت مولانا لئیم الامۃ صاحب قبلہ کو بعض امراض مخصوصہ کی وجہ سے ڈاکٹر نے نقل و حرکت کی ممانعت کر دی ہے اور ساتھ ہی ساتھ کسی قسم کی تقریر کی بھی (آہا اب ہماری بھی سمجھ میں آگیا کہ یہ آرام کرسی کیوں لازم ملزوم تھی) البتہ اگر آپ چاہیں تو مولانا عبد الشکور صاحب کو لکھنؤ تار دیکر بلا سکتے ہیں سمجھو (لئیم الامۃ صاحب سے مخاطب ہو کر) حضور ہمارا ٹکٹ واپسی کا ہے اور سوائے آج شب کی گاڑی کے دوسری گاڑی ہمارے لئے نہیں ہے۔

لئیم الامۃ صاحب۔ سچ کہا آپ نے مولانا مجھے اس کا خیال ہی نہ رہا تھا ۔ (مولوی امداد اللہ سے مخاطب ہو کر) اچھا مولانا اب ہمیں رخصت کر دیجئے ۔ مولوی غلام علی نے جب دیکھا کہ اب لئیم الامۃ صاحب فرّ یفرّ پڑھنا چاہتے ہیں جلدی سے کھڑے ہو گئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا۔

غلام علی ۔ حضرات! دیکھا آپ لوگوں نے مولانا صاحب کو واپسی کا ٹکٹ بھی کسوقت یاد آیا ہے، خیر اگر مولانا کے عذر مان بھی لئے جائیں جب بھی مولانا سے ایک تحریر اس بات کی لی جائے کہ مولوی عبد الشکور صاحب کا اقرار میرا اقرار اور اُنکا انکار میرا انکار ہوگا تاکہ آئندہ ان کو کسی عذر کا موقع نہ رہے اور اسکے بعد ان لوگوں کے سامنے ہی انکو تار دیدیا جائے اب جو معلوم ہوا کہ یہ لوگ بغیر مناظرہ کے پیچھا نہ چھوڑیں گے تو مولوی پیارا صاحب غضبناک صورت کھڑے ہو گئے اور بولے۔

مولوی پیارا ۔ ہم سے مناظرہ کرنے کے لئے پتھر کا کلیجہ ہونا چاہیئے۔ سمجھو پہلے میری تین سو ساٹھ دلیلوں کا جواب تو دے لیں یہ لوگ سمجھو دجالان بریلی ہیں آج تک ہمارے مقابل کوئی نہیں آسکا سمجھو لاؤ ادھر لاؤ تحریر لکھو ہم دستخط کرینگے ہم سمجھو۔

غلام علی ۔ پیارے بھائیو ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ ہے وہ دیوبندی تہذیب جس کی لمبی چوڑی سند عرصہ ہوا ان ملاجی کو مل چکی ہے مگر ہم تو بہت خوش ہیں جتنی دیر یہ ہمیں گالیاں دیتے ہیں کم از کم اُتنے ہی دیر درگاہ رب العزت اور اسکے رسول اکرم جل وعلا وصلے اللہ علیہ وسلم میں گستاخیوں سے باز رہتے ہیں۔ لیجئے یہ تحریر میں لکھتا ہوں مولوی صاحب اس کی نقل کرکے دونوں صاحبان کے دستخط ہو جائیں گے اُس کے بعد جبتک آپ کا دل چاہے ہمیں گالیاں دیجئے۔ یہ کہہ کر ہمارے فاضل نوجوان نے یہ تحریر لکھی جس کی نقل بعینہ درج ذیل ہے۔

"ہم مولوی لئیم الامۃ ومولوی اخبث الزمن یہ تحریر بحالت صحت حواس لکھے دیتے ہیں کہ چونکہ ہم دونوں مجبور ہیں اسلئے بسیار مناظرہ نہیں کر سکتے لہذا اپنے معتبر ومستند اور ہم عقیدہ مولانا عبد الشکور صاحب کاکوروی ایڈیٹر "النجم" کو اپنا وکیل بناتے ہیں مولانا موصوف جس موضوع پر چاہیں مناظرہ کریں ہمیں قبول ومنظور ہے انکا اقرار وقبول ہمارا اقرار وقبول ہوگا اور اُن کا

فرار و نکول ہمارا فرار و نکول قرار پائے گا۔ یہ تحریر ہم دونوں نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر لکھ دی ہے"۔ انتہی

پیٹ بڑی چیز ہے سب کچھ کروا لیتا ہے اور وہاں تو پیچھا چھڑانا مقصود تھا۔ غرض کانپتے لرزتے ہاتھوں سے اخبث الزمن (عرف ملا پٹارا) نے اس تحریر کو اپنے دست و قلم سے لکھ کر مولوی لئیم الامۃ صاحب کے دستخط کرائے اپنے دستخط کے بعد تحریر مولانا غلام علی صاحب کو واپس دیدی ہمارے نوجوان مولانا نے بنظر احتیاط مولوی امداد اللہ مولوی مشکور حسین اور مشہور نا منصور اور چند معززین شہر کے جو دعوت میں موجود تھے بطور گواہوں کے دستخط کرائے اور تحریر کو حاضرین دعوت کو سنا دیا۔ موٹر تو پہلے سے ہی موجود تھا بس دونوں دیوبندی مولوی صاحبان پر تو تولے ہی بیٹھے تھے بغیر ہاتھ دھوئے یہ جا وہ جا نو دو گیارہ ہوگئے۔ ساتھ ہی ساتھ مولوی امداد اللہ نے مولوی عبد الشکور کو تار دیا کہ آپ پہلی ٹرین سے میرٹھ روانہ ہو جائیے مناظرہ ہے۔ ادھر مولوی غلام علی نے رامپور حضرت مولانا مولوی محمد غوث بخش خاں صاحب کو تار دیا "یہاں دیوبندیوں سے مناظرہ قرار پایا ہے فوراً تشریف لائیے"

اب دیکھئے یہ لوگ کب تک آتے ہیں۔ آئیے ذرا دیکھیں تو ہماری ہیروئن کیا کر رہی ہیں؟

باب چھٹا

عشق تنک کبھی چھپے ہیں!

وہ دیکھیے ہمارے ناول کی دلربا ہیروئن قمر النسا خانم اپنے کمرے میں لیٹی ہیں ہائیں وہ دیکھیے رو رہی ہیں روتے روتے آنکھیں جو سرخ ہوئی ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دریائے گنگا میں شراب ناب کے ساغر تیر رہے ہیں۔

ذرا سنیئے۔

قمر النسا - افسوس پھر نہ معلوم ہوا کہ میرے پاک دل کا مالک دنیا کی ہر ایک چیز سے زیادہ عزیز وہ نوجوان کہاں گیا ہائے میں تو کہیں کی نہ رہی ارے یہ راز کبتک یونہیں پوشیدہ رہیگا اُف جو کہیں میرے والدین کو خبر ہوئی تو خدا معلوم میرا کیا حشر ہوگا (زار زار رونے لگتی ہیں ہچکیاں بندھ گئیں) یکایک مولوی مشکور حسین کی خالہ زاد بہن سعیدہ خانم اندر داخل ہوتی ہیں اُنہیں دیکھ کر قمر النسا سنبھل گئیں آنسو پونچھ ڈالے۔ پھوپی اماں تسلیم کہتی ہوئی اُٹھیں۔

سعیدہ خانم نے گلے سے لگالیا اور بولیں قمر النسا؟ اگرچہ تم رشتہ میں میری بھتیجی ہو مگر میں تم کو یقین جانو اپنی سہیلی اور بہن کے برابر سمجھتی ہوں ہم میں تم میں چھٹا پا بڑا پا ہی کتنا ہوگا یہی دو ڈیڑھ برس کا بس! قمر النسا؟ جب تم آئی تھیں اسی وقت تمہارا اُترا ہوا چہرہ رخساروں کی زردی دیکھ کر ہم تاڑ گئے تھے آج کی تمہاری حالت نے تو یقین دلا دیا کہ ہو نہ ہو کچھ دال میں کالا ہے اب تمہیں چاہیئے اپنا حال دل کہہ ڈالو جان جائے مگر کیا مجال تمہاری بات زبان پر آئے۔

ایسے دلبستگی کے کلمات جو سعیدہ خانم نے کہے قمر النسا خانم اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

قمر النسا - نہیں پھوپی اماں! کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے نگوڑے دل کی آجکل کچھ عجب حالت ہوگئی ہے آپ ہی آپ بھر آتا ہے لیجیے اب نہ روؤنگی۔

سعیدہ خانم - لے واہ خوب چھپانے کی نہیں ٹھیری تم نے اُڑ ائیں اور ہم نے بھون کھائیں کہیں عشق اور مشک بھی چھپے ہیں۔ اُسی روز جب اُس جوان سے لڑکے نے تقریر شروع کی تھی بس تمہاری حالت دیکھنے کے قابل تھی گھڑی اُٹھتی تھیں گھڑی بیٹھتی تھیں۔ ہم نے تو اسی وقت بھانپا کہ ہو نہ ہو یہی

ذات شریف ہیں آج کی تمہاری سب باتیں ہم نے سُن لی ہیں بس اتنا ہے کہ تم ہم پر بھروسہ کرو ہمیں اپنا سمجھ کر راز دار بناؤ شاید خدا کو ہمیں کچھ بھلائی منظور ہو۔

قمر النسا (سمجھیں راز تو فاش ہو ہی چکا ہے اب چھپانے سے کیا فائدہ دوسرے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے) رکتے ہوئے الفاظ میں ساری داستان حسرت کہہ سُنائی

سعیدہ خانم۔ مجھے کتنی خوشی ہوئی کہ تم نے مجھے اپنا راز دار سمجھا لو سنو وہ لڑکا تمہارے ہی شہر کے رئیس مولوی غلام غوث خاں مرحوم کا پوتا اور کوتوال حال کا لڑکا ہے غلام علی نام ہے یہ تو سچ ہے لڑکا تو ایسا ہی ہے کہ آفتاب شمع لے کر ڈھونڈے تو نہ پائے مگر پیاری قمر النسا بیگم یہ بیل منڈھے چڑھتی ہمیں تو نہیں معلوم ہوتی۔ اُس لڑکے نے تو وہ زور باندھ رکھا ہے کہ ہمارے اباجان (امداد اللہ) کہتے تھے کہ اُس نے کیا اول جلول تقریر کر کے تمام میرٹھ والوں کو ہمارے پیر صاحب قبلہ کے خلاف کر دیا یہاں تک نوکرا چھوڑا کہ کوئی تحریر لے لی ہے اور وہ تو اپنی ضرورتوں کی وجہ سے تشریف لے گئے مگر اپنے کسی مرید کا پتہ دے گئے ہیں یہاں تک تو سنا ہے کہ انہیں تار بھی دیدیا گیا ہے اور سنا ہے کہ تمہارے (چھیڑنے کے انداز میں) غلام علی نے بھی اپنے کسی مولوی کو تار دیدیا ہے آج ہی کل میں دونوں طرف والے آیا چاہتے ہیں۔ تو اب مجھے بتاؤ کہ ایسے شخص سے تمہارے اباجان کیوں راضی ہونے لگے۔

قمر النسا۔ پھوپھی اماں اب جو بھی ہو ع دل فگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا۔ عمر بھر کنواری بیٹھی رہونگی شادی ہو گی تو .... (شرما جاتی ہے)

سعیدہ خانم۔ ہاں ہاں کہو نا اسی کے ساتھ ہو گی۔

قمر النسا۔ اب آپ جو بھی سمجھیں میری پھوپی اماں آپ ہی انصاف کیجئے ساری

دُنیا جنکے لئے بنائی گئی اُنہیں کوئی توبہ توبہ بُرا کہے تو آپ ہی بتلایئے اُسے کیا کہئے گا اچھا جانے دیجئے ایک آدمی یوں کہے کہ آپ کے اباجان کی صورت لنگور کی سی ہے۔

سعیدہ خانم (بات کاٹتے ہوئے) سر صدقے کروں اُس بڑھاپے پیٹے کو نگوڑے کو اندھیری گور میں ملاؤں اُس موئے کی خود صورت لنگور تو کیا بدجانور کی سی ہوگی یعنی اور سنیئے۔

قمر النسا۔ لے بس مجھے اتنا ہی تو کہلوانا تھا اچھا یہ تو بتایئے جو یہ کہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بس ایسا ہی تھا جیسے جنگلی جانوروں اور ہیٹری پاگلوں کا ہوتا ہے تو اب کیا آپ اُسے اچھا کہیں گی۔

سعیدہ خانم۔ چھائیں پھوئیں اے نوج میرے دشمن اُسے اچھا کہیں ایسی کمبختی مارے کو اچھا کہہ کر اپنی قبر میں انگارے بھرونگی (ہنسکر) میں تمہاری طرح مولوی تو ہوں نہیں مگر ہاں بی بوڑھی البتہ مولویوں کے یہاں ہی سے ہوں سُنا ہے کہ اگر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سُسر بُری نیت سے کہہ دے تو کافر ہوجاتا ہے توبہ توبہ ایسا کہنے والا تو اُسکا بھی کوئی ہو اگر یہ کسی بدذات موئے ہندو نے کہا ہوگا وہ تو پھر اس غیر مسلم سلطنت میں آئے دن گستاخیاں کرتے ہی رہتے ہیں۔ دیکھو نا میرے تو ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے۔

قمر النسا۔ اے نہیں پھوپی اماں آپ کی بھی کیا باتیں ہوتی ہیں کسی ہندو نے تو نہیں کہا اُن میں تو بہت سے ہمارے حضور کی ایسی تعریفیں کرتے ہیں کہ ہمیں رشک آئے ایک کالکا پرشاد ہے کوئی اُس کا ہی مجھے ایک قطعہ یاد ہے اُس نے اسمیں حضور کی کیا کچھ تعریف کی ہے ہے تو وہ ہندو۔ سنیئے۔

قطعہ:-

گرشمس قمر کو کوئی دامن میں چھپالے ٭ اور دولت دارین کو ہاتوں میں اٹھالے

پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے ٭ نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگالے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اور بھی بہت سی ہیں کسی وقت سناؤنگی فرصت ہے۔

سعیدہ خانم اے تو پھر کس منحوس بدنصیب نے ایسی گھنونی بات کہی ہوگی بتاتی کیوں نہیں بہو؟

قمر النسا۔ جی ! یہ آپ کے انہیں پیر صاحب قبلہ نے اپنے کالے دین ایمان کا ثبوت دیا ہے جو اُس روز سر مجلس اتنے ذلیل ہوئے ہیں۔

سعیدہ خانم۔ اے توبہ کرو لڑکی کوئی قرآنی جامہ پہن آئے تب بھی مجھے یقین نہیں آئیگا اتنے بڑے مولانا کہیں ایسا کہہ سکتے ہیں یہ تم نے کہاں سے سن پایا توبہ توبہ!

قمر النسا (جلدی سے اُٹھ کر گئیں ایک کتاب نکال لائیں) سعیدہ خانم کو دے کر کہا ذرا پڑھیے تو سہی اس کتاب کا کیا نام ہے۔

سعیدہ خانم (پڑھ کر) خبط الایمان)

قمر النسا۔ اچھا ذرا آخری صفحہ نکال کر پڑھیے۔

سعیدہ خانم مختصر لئیم الامۃ عفی عنہ مالوی

قمر النسا (صفحہ کھول کر اور انگلی سے بتا کر) ذرا یہاں سے پڑھ جائیے۔

سعیدہ خانم نے لفظ لفظ پڑھا پڑھ کر کتاب کو پلنگ پر پھینک دیا اے میری خدا تیری پناہ۔

قمر النسا۔ دیکھا آپ نے قرآن میں یہ باتیں کہاں ملینگی اُسمیں تو اپنے محبوب کی نعت ہی نعت بھری ہے۔ اُسکا جامہ پہنکر آئے تو آپ کیسے یقین کرینگی۔ ہاں اگر کوئی اس موئی خبط الایمان کا جامہ پہنکر کیا خود سراپا خبط الایمان ہو کر آئے

جب تو مانیئے گا۔ اب ذرا دیکھیئے آپ کے اتنے بڑے مولانا صاحب نے کیسے ٹھنڈے دل سے حضور کو بُرا کہا ہے اب تو یقین آیا۔

سعیدہ خانم۔ آنکھوں سے دیکھ چکی تھیں ادھر قمر النسا کی شستہ تقریر دل میں گھر کر چکی تھی بے اختیار آنسو جاری ہو گئے قمر النسا سے لپٹ گئیں ہچکیوں بھری آواز میں بولیں میری قمر النسا تم نے مجھے جہنم سے بچا لیا افوہ ولی کے پردہ میں شیطان یہ اتنے بڑے مولانا نکلے یا اللہ میں توبہ کرتی ہوں میرے پچھلے گناہ معاف فرما دے میں دیوبندی مذہب پر لعنت بھیجتی ہوں میرا دین وہی ہے جو میرے باپ دادا کا تھا میں سُنی ہوں اور سُنی رہونگی۔

قمر النسا۔ شکر ہے پھوپی آج میں بھی سمجھ رہی ہوں کہ کوئی میرا بھی اس گھر میں ہے مگر للہ میری پھوپی اماں میرا راز ابھی تک راز رہے گا۔

سعیدہ خانم۔ قمر النسا خانم ؟ تم ہرگز آج سے مجھکو پھوپی اماں نہ کہا کرو بلکہ اپنے برابر کی ایک سہیلی بہن سمجھ کر ایک ہمجولی کا برتاؤ کیا کرو۔ اب ذرا دیکھو اس مناظرہ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اُسکے بعد دیکھیں گے کہ اونٹ کس کل بیٹھے مجھے تو اُمید ہے کہ ہمارے یہاں والے اتنے اندھے نہیں کہ ان موئے دیوبندیوں کے پھندے میں دیدہ و دانستہ بھی پھنسے رہیں اگر خدا نے چاہا تو ان مکاروں کی مکاری کھلی رکھی ہے اور پھر غلام علی کو ہم اپنا پیارا پیارا قمر النسا کے چٹکی لیکر بہنوئی بنائیں گے۔

قمر النسا۔ خدا آپ کی زبان مُبارک کرے۔

سعیدہ خانم۔ اچھا قمر؟ اب ہم جاتے ہیں تم بھی ذرا سو جاؤ۔

سعیدہ خانم کے جانے کے بعد قمر النسا لیٹ گئیں مونھ پر دوپٹہ ڈال لیا خواب شیریں کے جھونکے آنے لگے اور ہماری نازنین بیر دیتن سو گئیں۔

باب ساتواں

توہیت گاہ ملک ہند اقامت رائمی شاید (رضا علیہ الرحمۃ)
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

رزم بزم

ہماری ناول کا یہ باب بالکل مذہبی ہوگا۔

چلئے ذرا دیکھ آئیں ہمارے دوست مولوی غلام علی صاحب کیا کر رہے ہیں اہا آج تو یہاں شاندار مہمانداری ہو رہی ہے۔ وہ دیکھیئے دیوانخانہ میں ہمارے دوست مولوی غلام علی صاحب اپنے مخلص دوست عطا محمد خاں کے پاس بیٹھے ہیں صدر میں تخت پر حضرت مولانا مولوی شاہ غوث بخش صاحب تشریف فرما ہیں بزرگ صورت مولانا کے سراپا سے علمی شان و شوکت ہویدا ہے لوگ ملاقات کے لئے آرہے ہیں مولانا صاحب فرداً فرداً مصافحہ و معانقہ کر رہے ہیں۔ مولانا نے درس نظامی کی تکمیل حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کی خدمت میں کی ہے۔ تحصیل حدیث کے لئے مولانا کے والد ماجد نے اپنے محترم دوست خاتم المحدثین مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی کی خدمت میں بھیجا۔ آپ حضرت محدث سورتی کے ارشد التلامذہ سے ہیں۔ ابتدائی عمر سے ہی خدمت دین متین کے لئے اپنے کو وقف کر رکھا ہے علمی وقار کے باوجود اپنے ہر سنی بھائی سے جھک کر ملتے ہیں اسوقت ہمارے

دوست مولوی غلام علی صاحب مولانا سے کچھ مشورہ کر رہے ہیں سُن لیجئے۔

غلام علی - حضور ! یہ میرے دوست عطا محمد خاں صاحب ہیں بفضلہ بڑے پکے سُنی ہیں میرٹھ میں یہ گھرانا بھی غنیمت ہے۔

مولانا مولیٰ عز وجل جزائے خیر دے اور دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے - ذرا یہ تو بتائیے کہ دیوبندیوں کی طرف سے مناظرہ کون کریگا ذرا پتہ لگانا چاہیئے نہ معلوم مناظر صاحب تشریف بھی لائے یا نہیں۔

غلام علی - جی ہاں حضور خیال تو میرا بھی ایسا ہی تھا اچھا بھائی عطا محمد خاں آنکھیں کھول
مولانا - دیکھیئے اگر معلوم ہو جائے تو مجھے اطلاع کا انتظار نہ کیجیئے فوراً بالمشافہ دعوت مناظرہ دیدیجئے۔ دونوں دوست چلتے ہیں راستہ میں جابجا اشتہارات لگے تھے اور اُن کا عنوان موٹے موٹے حروف میں یہ تھا "خطرہ" ہم اشتہار کو بعینہٖ نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

"خطرہ"

مسلمانانِ میرٹھ واقف ہونگے کہ ۵ مئی کو حضرت مولانا الیم الامۃ صاحب مدظلہم کے مُبارک وعظ میں رضاخانی گروہ کے ایک بدتمیز لونڈے نے بہت شور و غل مچایا تھا چونکہ ہم الحق و صحیح حق میں کوشاں ہیں لہذا ہم نے فوراً حضرت مولانا مولوی عبد الشکور صاحب ایڈیٹر "الثریا" کو تار دے دیا آج شب کی گاڑی سے مولانا موصوف رونق دہ میرٹھ ہونگے کہہ دو رضاخانیوں سے آجائیں اور جس موضوع پہ چاہیں مناظرہ کریں۔ یہ مناظرہ وہ مناظرہ ہوگا جس میں چھکے چھوٹ جائیں گے خون کی ندیاں بہیں گی۔ اور مسلمانانِ میرٹھ دیکھ لیں گے کس کی فتح ہوتی ہے

المشتہر عبد اللہ دیوبندی اندر کوٹی

اشتہار پڑھ کر غلام علی نے اپنے دوست سے کہا۔

غلام علی۔ دوست دیکھا تم نے ان لوگوں کی مکاری چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ دخل دیکر مناظرہ رکوا دے اور یہ اپنی گمراہی پھیلاتے رہیں ذرا الفاظ تو دیکھو خیر آؤ چپلو ایڈیٹر "الثریا" صاحب کی زیارت بھی کر آئیں دیکھیں کیا رنگ ہے ہم بھی اپنے ناظرین کو بتلادیں کہ مولوی امداد اللہ صاحب کے برجستہ حال ہیں یا ڈٹے، بھئی واہ مولوی امداد اللہ صاحب کے یہ نئے مہمان صاحب تو عجب الخلقہ خواہ مخواہ مرد اور گت اور سے تو یہ مرد آدمی ہیں موٹے تازے ٹھنگنے کوتاہ پیشانی بھیتلی کی نشانی جھکی ہوئی سر گھٹا ہوا (ہمارے داہنے ہاتھ میں کھجلی ہونے لگی) اچکا بیچا بیچا کی صورت کچی ڈاڑھی بے اختیار یہ شعر ہمارے موبنہ سے نکل گیا۔

اگرچہ شیخ نے ڈاڑھی بڑھائی سن کی سی ٭ مگر وہ بات کہاں "خبث الزمن" کی سی

مگر ذرا یہ تو دیکھئے یہ مولانا رشتے کیوں دیتے ہیں اسے اب ہم نے پہچانا یہ تو "الثریا" کے اڈیٹر مولانا عبدالغفور صاحب ملکی شیخ جی ہیں۔ اسوقت شیخ جی اپنے ایک مرید سے آہستہ آہستہ کچھ راز و نیاز کر رہے ہیں پہلے تو ہمیں بلبل شیراز کا مصرعہ یاد آگیا ع چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند ٭ مگر بعد میں یہ دیکھ کر کہ مرید صاحب بھی شیطان سے کچھ ہی دنوں چھوٹے ہیں ہمیں اپنے غلط انتخاب پر افسوس ہوا خیر ذرا سنیئے تو سہی!

ملکی شیخ جی۔ بھئی ان لوگوں نے تو بڑا دھوکا دیا ہمیں تار دیدیا مفصل حال نہ بتایا ہم تو سمجھے تھے کہ شاید قادیانیوں یا رافضیوں سے معاملہ پڑے گا اب عجب گو مگو کا سامنا ہے سنا ہے حضرت مولانا نعیم الامۃ صاحب بھی ٹال کر چلے گئے مگر یہ ہم پر کیوں کر ہم کیا ہمیں دعوت دینے کی کیا ضرورت تھی بھئی بعض دفعہ مولانا کی غلطیاں بھی یاد نہ رہیں گی کیا کہیں ہم تو طرفداری میں فنا ہوگئے اور مولانا ہماری ہی پگڑی

اُلجھا دیتے ہیں بس اُدھر والے وہی حفظ الایمان والی عبارت پیش کر دیں گے،
جہاں تک بس چلیگا اول تو مناظرہ ہی نہیں کرونگا اور اگر بالفرض مجبوری ہوا تو
موضوع کا تعین اپنے ذمہ لیکر میلاد پر بحث چھیڑ دونگا یعنی عبارت بھی تو غضب کی ہم
بغیر سوچے سمجھے مولانا ایسا کھلا مضمون لکھ گئے کہ ہمارے بنائے نہیں بنتی۔

مریدہ۔ حضور؟ ایسا کیجئے کہ جب آپ کے پاس وہ لوگ مناظرہ کی دعوت لیکر
آئیں تو میں وہ پرسوں والا خط آپ کی والدہ صاحبہ کی علالت کا پیش کر دونگا
شاید یہ بہانہ چل جائے۔ اتنے میں مولوی امداد اللہ دو آدمیوں کو لیکر آتے
دکھائی دیئے ملکی شیخ جی سنبھل بیٹھے۔ لیجئے وہ لوگ بھی آپہنچے مصافحہ کے بعد ہمارے
دونوں نوجوان دوست تھے امداد اللہ نے دونوں کا تعارف یوں کرایا۔

امداد اللہ۔ حضرت؟ یہی وہ دونوں نوجوان ہیں جو مسلمانان میرٹھ کو ہماری طرف
سے بدگمان کرا چکے ہیں اب یہ لوگ اس غرض سے آئے ہیں کہ شرائط مناظرہ
طے کر لیں۔

ملکی شیخ جی۔ میں یہاں مناظرہ کے ارادہ سے بالکل نہیں آیا صرف وعظ کہونگا اور
آج ہی روانگی کا قصد ہے۔

وہی مرید صاحب کھڑے ہو کر لفافہ دکھاتے ہوئے، بات یہ ہے کہ ہمارے
حضرت مولانا کی والدہ صاحبہ بشدت بیمار ہیں مگر آپ کا تار اور یہ خط بیک وقت
ملے دینی کام کی وجہ سے مولانا صاحب مجبور ہو گئے بلکہ ہمارے ساتھ کیا ہیں
بھی تو نہیں ہیں۔

غلام علی۔ آپ بیٹھ جائیں میرا مقصد آپ کے مولانا صاحب سے ہے اگر مولانا صاحب
تعجیل کرتے ہی ہیں تو سوائے شب کی گاڑی کے مولانا کے لئے دوسری گاڑی
نہیں (گھڑی دیکھ کر) اس وقت دس بجے ہیں گاڑی شب کے ساڑھے دس بجے

جائے گی ساڑھے گیارہ گھنٹے کافی ہیں شرائط تحریر کر دیجئے ہیں حضرت مولانا مولوی شاہ محمد غوث بخش خاں صاحب سے ابھی دستخط کرائے لیتا ہوں اسی وقت مناظرہ شروع ہو جائے رہیں کتابیں تو جو بھی درکار ہونگی مہیا ہو جائینگی (ایک ورق نکال کر) ہماری طرف سے یہ شرائط ہونگی اگر ترمیم کرنا ہے تو کیجئے تاکہ ہم پھر اس پہ غور کریں

ملکی شیخ جی (جن کی رہی سہی ہمت شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد غوث بخش خاں صاحب کا اسم گرامی سنکر کافور ہو گئی تھی) تھکی ہوئی آواز میں بولے۔ آپ لوگ سب کچھ فرمالیں مگر میں ہرگز مناظرہ نہیں کرسکتا میری مصالح اس وقت مقتضی ہیں۔ یہ سنتے ہی ہمارے فاضل نوجوان کھڑے ہو گئے جیب سے لئیم الامۃ صاحب کا بحی نامہ نکال کر سنا دیا اور کہا۔

غلام علی۔ مولانا اگر آپ کو اپنے پیر لئیم الامۃ صاحب کا فرار اپنے فرار کے ضمن میں منظور ہے بسم اللہ! ان کی اس تحریر پہ دستخط کر دیجئے ہم اسی کو شائع کر دینگے۔ اب تو ملکی شیخ جی کی آنکھیں کھلیں۔ سوچے ارے یہ کیا ہو گیا میرٹھ سے لوہا بیت جان کا جنازہ ہی نکل جائے گا مرتے ہوئے ہاتھ بڑھائے شرائط نامہ لے لیا غور سے دیکھ کر بولے۔

ملکی شیخ جی۔ یہ نہیں ہو سکتا مناظرہ تو یہیں ہمارے مولانا امداد اللہ صاحب کے ہال ہی میں ہوگا۔

غلام علی۔ منظور ہے لکھ دیجئے!

ملکی شیخ جی۔ تعین موضوع ہماری طرف سے ہوگا ہم مسئلہ میلاد و قیام پر بحث کرینگے دیکھنا تو سہی بیتیس سے بکھیر دونگا دھجیاں اڑا دونگا (موہ میں کف آگیا)

غلام علی مولانا ابھی دلی دور ہے اگر ہمارے موضوع پر مناظرہ نہیں کر سکتے تو ایک

تحریر اس مضمون کی لکھ دیجیے کہ ہیں لئیم الامۃ صاحب کے کفر و اسلام پر بحث کر کے ان کا اسلام ثابت نہیں کر سکتا۔ چلیے چھٹی ہوئی پھر جو موضوع آپ معین کریں گے ہمیں منظور ہوگا۔

ملکی شیخ جی نے اب جو دیکھا کہ یہ لوگ بے طرح پیچھے پڑ گئے ہیں اگر مناظرہ نہیں کروں گا تو خرابی ہے اور اگر کرتا ہوں پر لئیم الامۃ کا کفر کیسے اٹھے گا مری ہوئی آواز میں بولے) خیر آپ دوسرا شرائط نامہ لکھیے قلم دوات آیا مولوی غلام علی نے شرائط نامہ لکھا ہم اسے نقل کیے دیتے ہیں۔

۷۸۶

شرائط مناظرہ حسب ذیل ہیں جن پر فریقین کا اتفاق ہے۔

(۱) موضوع مناظرہ لئیم الامۃ صاحب مصنف رسالہ حفظ الایمان کا کفر و اسلام ہوگا۔
(۲) ہر فریق کو ۲۰ منٹ تقریر کرنے کے لئے دیئے جائیں گے۔
(۳) متانت و تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہیں دیا جائے گا۔ بدتہذیبی پر قرار مسلم فریقین ہوگا
(۴) غیر موضوع پر کلام جس فریق کا ہو اسی فریق کا فرار ہوگا جو خود اسے بھی تسلیم ہوگا
(۵) مناظرہ مولوی امداد اللہ صاحب کے بڑے ہال میں ہوگا۔
(۶) دوران مناظرہ میں سوائے مناظرین کے کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔
(۷) اہلسنت و جماعت کی طرف سے مولانا مولوی محمد غوث بخش خان صاحب رامپوری اور دیوبندیوں کی طرف سے مولوی عبد الشکور صاحب اڈیٹر "النجم" مناظر ہوں گے۔

شرائط نامہ لکھ کر پیش کیا گیا ملکی شیخ جی نے مرے ہاتھوں سے دستخط کئے۔ اور ہمارے دوست شرائط نامہ لے کر بتعجیل حضرت مولانا کی خدمت میں گئے۔ شرائط نامہ پیش کیا مولانا نے فوراً دستخط فرما دیئے۔

ساڑھے دس بج چکے تھے مناظرہ میں ابھی آدھا گھنٹہ تھا مولانا نے کھانا تناول فرمایا ادھر ہر ممکن طریقہ پر اعلان مناظرہ کرادیا گیا لوگ مناظرہ گاہ جانا شروع ہو گئے اتنے میں حضرت مولانا بھی تشریف لے چلے راستہ ختم ہوا مناظرہ کی جگہ آچکی تھی تعجیل کے باوجود بھی ہال کھچا کھچ بھرا تھا حضرت مولانا صاحب نے پہنچکر بآواز السلام علیکم فرمایا سلام کے جواب میں ہال گونج گیا سارے ہال میں دریوں کا فرش تھا صدر میں دو بڑے بڑے تخت لگاکر اسٹیج سجائی گئی تھی دوسری طرف قناتیں لگی تھیں عورتیں بھی ہزارہا بیٹھی تھیں ہماری نازنین ہیروئن بھی اپنے عزیزوں ہمیت بیٹھی تھیں دل کی اُمنگ چہرے سے نمایاں تھی یہ سب کچھ تھا مگر ثریا کے اڈیٹر صاحب کا کہیں پتہ نہیں تھا معلوم ہوا مولوی امداد اللہ صاحب کے ملاقاتی کمرہ میں ہیں حکم پر جھگڑا ہے اتنا سنتے ہی ہمارے دوست مولوی غلام علی بھی اجازت لے کر پہنچ گئے بزم مشاورت گرم تھی ملکی شیخ جی کی رائے تھی کہ یا تو خود مولوی امداد اللہ حکم بنائے جائیں یا پھر اُن کے بھائی نصراللہ آنریری مجسٹریٹ کو حکم مقرر کیا جائے غلام علی کھڑے ہو گئے اور بولے۔

غلام علی۔ اگر مجھے اجازت نہ ہو تو کچھ میں بھی کہوں۔

ملکی شیخ جی۔ کو تو ان کا آنا ہی ناگوار تھا بولنا اور گراں گزرا مگر کیا کریں فریق ثانی کا آدمی ہے اگر نہیں بولنے دیتے جب بھی خلاف قاعدہ ہے مجبوراً کہنے لگے اچھا صاحب آپ بھی فرمائیے۔

غلام علی۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ باوجودیکہ آپ کو وقت کی قلت معلوم تھی مگر آپ نے شرائط میں حکم کا جھگڑا نہیں پیش کیا اور اب آپ بیکار وقت ضائع کرتے ہیں جس کا مقصد یہی ہے کہ نہ کوئی ایسا حکم ملے گا جو مسلم فریقین ہو نہ مناظرہ ہوگا بس چلیئے آپ کے لئے تو فرار کی گلی نکل ہی آئے گی یہ معاملہ

دین و ایمان کا ہے عام مسلمان حکم ہیں اُن کا دین و ایمان خود ہی حق و باطل کا فیصلہ کرے گا۔

اراکین - یہ رائے بالکل صحیح ہے بس ہمارے خیال میں تمام مسلمان ہی حکم ہیں۔

ملکی شیخ جی - اب مجبور محض تھے بارہ بارہ چھبیس برس کے بعد تو ایک خلاصی کا رستہ نکلا تھا مگر خدا بھلا کرے مولوی غلام علی کا اُسمیں بھی روڑا اٹکا ہی دیا خیر بصد مشکل شیخ جی نے بھی جبہ قبہ سنبھالا پھینٹا مبارک تو مڑی پر رکھا اور دروغگو را حافظہ نباشد والی مثل بھی سچ کر دی وہ دیکھیئے کتابوں کا پوٹلا بھی مقہور نامغفور کے ہاتھ میں دیدیا۔ رُکتے ٹھہرتے شرماتے لجاتے مناظرہ گاہ میں پہنچے اور اسٹیج پر جا دھمکے۔ اب ہم مناظر اہلسنت کو حضرت مولانا اور دیوبندی مناظر کو ان کے پرانے خطاب ملکی شیخ جی سے یاد کریں گے۔

ابھی مناظرہ شروع ہونے میں پانچ منٹ تھے کہ ہمارے دوست مولوی غلام علی نے فریقین کا مسلمہ شرائط نامہ اور مولوی لئیم الامۃ اور مولوی اخبث الزمن صاحب (عرف مولوی پٹارا) کی دستخطی تحریر پڑھکر حاضرین کو سنادی اور بیٹھ گئے اُن کے بیٹھ جانے پر حضرت مولانا کھڑے ہوئے مولانا کا کھڑا ہونا تھا کہ سارا ہال نعرۂ تکبیر و یارسول اللہ المدد یا غوث الغیاث سے گونج اُٹھا مولانا نے مختصر احمد و نعت کے بعد ارشاد فرمایا۔

حضرت مولانا - برادران اسلام وہابیہ دیوبندیہ ایک نیا فرقہ اسلام کے نام سے پیدا ہوا جنکے اصول دین میں سے اصل اعظم یہ ہے کہ رسول اعظم آقائے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ بھر کر گالیاں دی جائیں چنانچہ ان کے پیشوا اور مقتدا مونھ بھر کر گالیاں دیتے اور کتابوں میں لکھ کر شائع کرتے ہیں۔ یہ دیکھیئے انکے موجودہ بڑے پیشوا لئیم الامۃ صاحب کی کتاب خبط الایمان ہے اس کے

صفحہ ۸ پر لئیم الامۃ جی فرماتے ہیں ذرا غور سے سنئیے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

یعنی کہتے ہیں جیسا علم غیب ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم غیب تو ہر انسان مومن ہو یا کافر فاسق ہو یا صالح زید ہو یا عمر و ہر شخص کو ہے یہی نہیں بلکہ ہر صبی و مجنون کو بھی یعنی دودھ پیتے بچے ہر بازاری سڑی پاگل کو بھی ایسا ہی علم ہے جیسا دو جہان کے سردار نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے آگے جو عداوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھپارا لگا تو یہ بھی موہنہ کھول کر کہہ دیا کہ بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی یعنی بھنگی کا خنزیر کمہار کا گدھا دھوبی کا کتا کاٹھ کا اُلو نہ صرف ایک سور ایک گدھا ایک کتا ایک اُلو بلکہ جتنے درندے چرندے پرندے یہاں تک کہ پاؤں کے نیچے کی چیونٹی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی ہمسری کر رہے ہیں یہ وہ سڑی گالی تھی جس پر علمائے حرمین مطہرین نے ان لئیم الامۃ صاحب پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا اُن کو ایسا کافر و مرتد ٹھہرایا کہ جو انکے کفر پر اطلاع کے بعد ان کے کفر و ارتداد میں شک بھی کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے (وقت ختم ہو گیا تھا) ملکی شیخ جی کسمسائے اُٹھے پانچ منٹ تک کچھ سوچا کیے عصا ایک ہاتھ سے دوسرے میں لیا اُس سے اس ہاتھ میں پکڑا اور یوں گوہر افشاں ہوئے۔

ملکی شیخ جی۔ بدعتیو ؟ اپنی بدعت کو اس پردہ میں نہ چھپاؤ یہ جو تم نے

میلاد شریف ایجاد کیا ہے یہ بدعت ہے۔

حضرت مولانا۔ مولوی صاحب ! موضوع مناظرہ بدعت نہیں ہے شرائط کے خلاف نہ کیجئے یہ آپ کا پہلا فرار ہوگا۔

ملکی شیخ جی۔ اُح اُح اُخ اُخ تو ہاں ہمارے مقابل مولوی صاحب نے جو کچھ کہا یہ بالکل غلط ہے ہمارے حضرت لئیم الامۃ صاحب کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ علم رسول اللہ صلعم کا فلاں فلاں سے مشابہ بلکہ خود حضرت مولانا لئیم الامۃ صاحب ان خبیثوں مردودوں کا رد فرما چکے ہیں۔ سنیئے جی جی دیکھیئے وہ اپنی کتاب بسط البنان میں فرماتے ہیں۔

میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

دیکھئے کیسے الفاظ میں مولانا تردید فرما رہے ہیں اب کون کہہ سکتا ہے کہ مولانا کی عبارت کے وہ معنی ہونگے ہو ہی نہیں سکتے ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں کیسے باور کرلوں کہ یہ مطلب ہوگا (بس انہیں واہیات میں وقت ختم کر کے بیٹھ گئے) اور حضرت مولانا کھڑے ہو گئے۔

حضرت مولانا۔ حاضرین آپ نے ملاحظہ فرمایا مولانا نے کئی جگہ خلاف تہذیب الفاظ کہہ کر اپنا فرار ثابت کر دیا ہے مگر چونکہ انہوں نے لئیم الامۃ صاحب کی طرفداری میں کچھ ریزی کی ہے لہذا مجھے بھی تا بخانہ پہنچانا لازم ہو گیا۔

15 / زمیری

ہمارے مقابل مولوی صاحب نے لئیم الامۃ صاحب کی عبارت پیش تو فرمادی

مگر یہ نہ خیال کیا کہ یہ عبارت تو اور اُلٹی اُن کی ہی بیخ کنی کر رہی ہے۔

لئیم الامۃ جی فرماتے ہیں "میں نے یہ خبیث مضمون کہیں نہیں لکھا" مگر قسمت کا پھیر کہ قدرت خداوندی سے اب تک وہ خبیث مضمون "حفظ الایمان" کے صفحوں پر موجود ہے جس کو شک ہو دیکھ لے یہ ہے حفظ الایمان اور یہ دیکھیے یہ ہے اُس کا صفحہ آٹھ اور ملاحظہ فرمائیے یہ موجود ہے اُسکا وہی خبیث مضمون۔ ہو سکے تو ان ہو اکر کے "خدا کرے جھوٹ ہو" کی ارسٹ لگانا کونسی دیانت ہے آگے لئیم الامۃ صاحب کی ریزش ملاحظہ ہو۔ "میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا" حالانکہ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ تم لئیم الامۃ نے ضرور یہ خبیث مضمون اپنی اس چھوٹی چھوٹی رسلیا حفظ الایمان میں لکھا لکھ کر چھپایا چھپا کر شائع کیا اور ضرور تمہارا یہی عقیدہ ہے جب مسلمانوں کی طرف سے اعتراض ہوا اور تمہارا کفر و ارتداد ثابت ہو گیا تو ہم سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہ ارٹن گھاٹیاں بتانا شروع کیں لازم نہ آنا تو بالائے طاق تمہاری اُس ملعون عبارت کے اصل معنی ہی یہ ہیں اور اصلی الفاظ میں ہی خبیث مضمون تمہاری اُس عبارت کی عبارۃ النص ہے اس خبیث مضمون کی ادا کے لئے یہ عبارت تم نے اپنی رسلیا حفظ الایمان میں لکھی ہمارے مقابل صاحب کی پیش کردہ عبارت کے آخری حصہ نے تو غضب ہی ڈھا دیا ان کی قلعی کھلوا چھوڑی لئیم الامۃ صاحب فرماتے ہیں

"جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔"

حق وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ کوئی پوچھے کسی دوسرے شخص کو کیا خدا کی مار ہے جو یہ خبیث اعتقاد رکھے گا البتہ تم لئیم الامۃ نے یہ اعتقاد رکھ کر لکھ کر چھاپ کر

شائع کر کے اپنے مونھ سے اپنا خارج از اسلام ہونا تسلیم کر لیا اور تم نے اور صرف تم نے اشارۃً کیا صراحۃً اپنی اس ننھی سی رسلیا میں یہ ملعون اعتقاد لکھا اب تم خود ہی اپنے لکھے فتوے سے نصوص قطعیہ کی تکذیب اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرنے والے ہوئے یا نہیں مسلمانو! دیکھا تم نے حفظ الایمان والے لئیم الامۃ کا کفر اتنا شدید ہے کہ ہزار اس کی پیوند کاری کی جائے لاکھ چک پھیریاں کیجائیں۔ مگر وہ نہیں ٹلتا پر نہیں ٹلتا آپ نے دیکھا ہمارے مقابل صاحب کی اتنی شدومد کے ساتھ پیش کی ہوئی عبارت نے لئیم الامۃ صاحب کے کفر پر مہر کردی (حضرت مولانا بیٹھ گئے)

ملکی شیخ جی۔ مسلمانو حضر تو؟ (ایک قہقہہ) یہ جو کچھ مولوی صاحب نے ہانکا بالکل غلط، ہے کیا کوئی عاقل مان لیگا من المحالات سے ہے (جیہ خوب از کہاں بھولے) جبکہ حضرت مجدد ملت لئیم الامۃ صاحب خود فرما رہے ہیں "لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں" کہ جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے بلکہ مراد اس سے مطلق بعض علم ہے یہ ان لوگوں کے گڑھے ہوئے معنی ہیں آج تک کسی مسلمان نے ایسی گستاخی کی ہے یہ سراسر الزام بے بنیاد ہے بہتان ہے افترا ہے ان لوگوں کی خرافات کا رد تو کوئی کرتا نہیں علمائے حقانی کی عبارت یا ان کے اقوال پر خواہ مخواہ بہتان تراش لیتے ہیں مگر سب کو معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا لئیم الامۃ کی عبارت بالکل بے غبار ہے کس میں دم ہے جو ایسے متبحر عالم کی بات پہ سخن چینی کرے میں دیکھوں گا کون ماں کا پوت میرے پیش کردہ جواب کا رد کرے گا۔

(یہی ہزلیات بک بکا کر شیخ جی بیٹھ گئے)

حضرت مولانا (بشر النا نامہ دکھاتے ہوئے) مسلمانو! مولوی صاحب کی بد تہذیبیاں گنتے جایئے اور نئی بد تہذیبی ایک فراز لکھ لیجئے۔ مولوی صاحب نے اپنے

پیشوا کا کفر اُٹھانے کے لئے انہیں کی ایک عبارت پیش کی تھی جس کا واضح رد بحمدہ تعالیٰ فقیر نے کر کے بتادیا کہ اس عبارت نے تو ڈھول پہ سے کھال بھی کھودی اور لئیم الامۃ کے کفر کو واضح سے واضح تر کردیا۔ اس دفعہ مولوی صاحب نے میرے پورے رد کو اپنے پیچھے ڈال کر ایک اور آنگے کردی تو کھل گیا کہ وہ پہلی والی ہرگز لئیم الامۃ کے کفر کو نہیں اُٹھا سکی۔ اب ذرا تھوڑی سی خبر اسکی بھی لے لوں۔ لئیم الامۃ صاحب کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اے اہلسنت تم غلط سمجھے مجھ لئیم الامۃ کا مطلب "ایسا" سے یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جانوروں پاگلوں کے علم جیسا ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ مطلق بعض علم جانوروں پاگلوں کی طرح ہے تو اب تشبیہ جانوروں پاگلوں کے علم کی مطلق بعض علم سے ہوئی نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے تو اب مجھ لئیم الامۃ پہ جو تم کفر کا فتویٰ دیتے ہو وہ غلط ہو گیا مگر مسلمانو ذرا غور کرو کیا اس زبانی اُلٹ پھیر سے اصل مشبہ مشبہ بہ بدل جائیں گے۔ در اصل اس خبیث عبارت میں جانوروں پاگلوں کی طرح وہی علم بتایا ہے جو تمام جہان کے مالک و مولی عز وجل نے اپنے حبیب کریم رؤف و رحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو بہت وسعت کے ساتھ بتایا ہے۔ اور جس علم کو لئیم الامۃ اپنی اس عین البہتان والی ہمارے مقابل کی دوسری پیش کی ہوئی عبارت میں مشبہ بہ بتا رہے ہیں یعنی مطلق بعض علم تو یہی تو وجہ شبہ ہے اے سبحان اللہ کسی فرد کو مطلق سے تشبیہ دینا لئیم الامۃ صاحب کی علمدانی کا گہرا پتہ دے رہا ہے مگر یہ تو سمجھیے گا کہ انہوں نے بے علمی سے ایسا کیا امرت دلوبندیہ کے لئیم ہو کر علم بیان سے اتنے تو ناواقف نہ ہونگے مگر وہاں تو توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان ٹھہر چکا ہے اب اگر اس کی طرفداری میں یہ

دھاندلیاں نہ کی جائیں تو لئیم الامتی کیسے بنجے تو معلوم ہوگیا کہ یقیناً اُس ملعون خبط الایمان والی میں جانوروں پاگلوں کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی مبارک جلیل ورفیع علم سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ دوسری عبارت بھی خبط الایمان کے کفری ناسور کی مرہم پٹی نہ کرسکی اور لئیم الامتہ صاحب کا کفر وارتداد اب بھی ان کے سر پر سوار ہے۔

(وقت ختم ہوچکا تھا حضرت مولانا بیٹھ گئے) ملکی شیخ جی اُٹھنا ہی چاہتے تھے کہ مولوی امداد اللہ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے۔

امداد اللہ۔ حضرات مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کھانے اور نماز ظہر سے فراعنت کرلی جائے اور پھر مناظرہ ہو۔

حاضرین (ایک آواز) ہم سب بیٹھے ہیں بہتر ہے آپ لوگ فراعنت کرلیں۔

ہمارے حضرت مولانا نے اپنے ہمراہیوں سمیت کھانے سے عذر فرمایا ملکی شیخ جی مع اپنے اخوان واعیان کے کھانا کھانے کے لئے گئے ساڑھے بارہ ہوچکے تھے کھانا کھاتے کھاتے ایک بجا حضرت مولٰنا نے بھی نماز کی تیاری کی حاضرین نے اصرار کیا کہ جماعت ہوگی چند لوگ جو باوضو تھے کنویں سے پانی بھرنے لگے غرض وضو ہوئے حضرت مولانا صاحب قبلہ نے نماز پڑھائی تقریباً پندرہ سولہ صفیں تھیں اور ہر صف غالباً چالیس پچاس آدمیوں پر مشتمل تھی اور لطف یہ کہ مکبروں کی ضرورت نہ تھی غرض بڑی شان وشوکت کے ساتھ نماز تمام ہوئی اتنے ہی میں ثریا کے اڈیٹر ملکی شیخ جی نے بھی نہ معلوم نماز پڑھی یا نہیں۔ غرض تشریف لے آئے چونکہ وقت اُنہیں کا تھا آتے ہی کھڑے ہوگئے تھوڑی دیر چیچ سی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا کیئے اُسکے بعد بولے۔

ملکی شیخ جی۔ اجی حضرت میری دلیلیں ملاحظہ فرماتے جائیے چیتھڑے بکھیر دونگا

ایسے ایسے لونڈے ......

ایک معولیٰنا وضیع ۔ مولوی صاحب تہذیب پکڑئیے ذرا اپنے لئیم الامۃ صاحب پہ ہی رحم کھائیے آپ کے فرار کی لین ڈوری وہاں تک بنا رکھی ہوئی ہے ۔

ملکی شیخ جی ۔ تو کیا کوئی شخص کسی عبارت کا مطلب اُس کے مصنف سے بھی زیادہ سمجھ سکتا ہے دیکھیئے خود حضرت مولیٰنا لئیم الامۃ صاحب فرما رہے ہیں

"لفظ ایسا ہمیشہ تشبیہ کے لئے نہیں آتا بلغاء اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے یہاں خدا تعالیٰ کے قادر ہونے کو دوسرے کے قادر ہونے سے تشبیہ دینا ہرگز مقصود نہیں"

اب کون کہہ سکتا ہے کہ فاضل مصنف کی اتنی بڑی تصریح کے بعد بھی حفظ الایمان کی عبارت کا وہی مطلب رہیگا اور حضور صلعم کے لئے تو علم غیب ثابت ہی نہیں دیکھیئے خود قرآن فرماتا ہے "عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا" عالم الغیب یعنی جس کے سوا کوئی دوسرا علم غیب جان ہی نہیں سکتا اپنے غیب پر کسیکو اطلاع نہیں دیتا تو پھر ....!

حضرت مولیٰنا (شرائط نامہ دکھا کر) افسوس مولوی صاحب آپ بار بار شرائط کے خلاف کر کے اپنے فرار کا ثبوت دے رہے ہیں اس مناظرہ کا موضوع علم غیب نہیں ۔

ملکی شیخ جی ہاں تو وہ میں یہ کہنے کو تھا کہ پھر بیکار حضرت لئیم الامۃ کی پریشانی میں اضافہ کرنا کونسی ہمدردی ہے تم میں سے کوئی حضرت لئیم الامۃ کا کفر نہیں ثابت کر سکا آج اُن کے ڈنکے چار سو پٹ رہے ہیں ۔

ایک نامعلوم آواز ۔ جی ہاں مولانا یقینی پٹ رہے ہیں (فرمائشی قہقہہ پڑا)

ملکی شیخ جی ۔ کچھ ایسے جھینپے کہ بغیر وقت ختم کیے بیٹھ گئے

حضرت مولانا ۔ حاظرین کرام ! اگر خلاف آدابِ مناظرہ نہ ہوتا تو میں مولوی صاحب

کے اس آخری حصہ کی خبر لیتا مولوی صاحب دلیل تو اپنی دے دیتے ہیں مگر جب اسکی تشریح کا وقت آتا ہے تو ادھر اُدھر کی بیکار و لغو باتوں میں وقت ختم کر دیتے ہیں۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولوی صاحب نے بہت چمک کر لیئے لئیم الامۃ صاحب کی دوسری عبارت پیش کی تھی مگر جب دیکھا کہ یہ دوسری بھی لئیم الامۃ صاحب کا اُٹل کفر نہیں اُٹھا سکتی تو فقیر کے سارے رد کو نوش جان فرما کر اپنے لئیم الامۃ صاحب کی تیسری عبارت اپنی دلیل میں دیدی۔ اس کا رد تو میں بعونہٖ تعالٰے ذکر کرونگا ہی مگر دکھانا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے میرے کسی رد کو ہاتھ نہیں لگایا معلوم یہ ہوا کہ لئیم الامۃ صاحب کا کفر ایسا کھل کھیلا ہے کہ چاہے کتنی ہی اندھیریاں ڈالو مگر ہرگز نہیں چھپتا اچھا تو لئیم الامۃ صاحب نے یہ چال چلی کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہے ہی نہیں جب حرف تشبیہ ہی نہیں تو پھر تشبیہ کیسی چلو جان چھوٹی اور اس پر دلیل یہ دی کہ دیکھو بلغاء اہل لسان بولتے ہیں کہ اللہ تعالٰے ایسا قادر ہے حالانکہ تشبیہ مقصود نہیں ہوتی مگر لئیم الامۃ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ لفظ "ایسا" جہاں تشبیہ کے لئے نہیں ہوتا محض بیان کی غرض سے لایا جاتا ہے وہاں مشبہ مشبہ بہ بھی یقیناً موجود نہیں ہوتے نہ اشارۃً نہ صراحۃً چنانچہ اس محاورہ میں کہ اللہ ایسا قادر ہے "بیشک" ایسا" تشبیہ کے لئے نہیں مقصود صرف بیان ہے مگر اس وجہ سے کہ یہاں کوئی مشبہ مشبہ بہ موجود نہیں اگر کوئی دیوبندی اس محاورہ کے ساتھ مشبہ مشبہ بہ ملا کر یوں کہہ دے کہ "اللہ تعالٰے کی قدرت سب اشیاء پر تو عقلاً و نقلاً باطل ہے اسلئے کہ اسکی ذات وصفات ہرگز تحت قدرت نہیں۔ اور اگر بعض چیزوں پہ مراد ہے تو اسمیں اللہ تعالٰے کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید و عمر و بلکہ تمام جانوروں اور پاگلوں کے لئے بھی حاصل ہے" تو اب لفظ ایسا سے یقیناً تشبیہ ہی مقصود ہوگی اور وہ دیوبندی اپنے اس کفر کی وجہ سے کافر و مرتد ہو جائے گا۔ تو

صاف ثابت ہوا کہ جہاں مشبہ مشبہ بہ مذکور ہوں وہاں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہی متعین ہے اور اس ملعون عبارت میں یقیناً مشبہ مشبہ بہ موجود ہیں تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ لئیم الامۃ صاحب نے خبط الایمان میں یقیناً پاگلوں جانوروں کے علم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور وسیع علم کو تشبیہ دیکر ایسا کھلا کفر بکا کہ سات پردوں میں بھی وہ اپنی خبیث آن بان کے ساتھ جھلک رہا ہے تو وہ بلغار اہل لسان مومن مسلمان اور تم لئیم الامۃ خارج از اسلام و ایمان (یہ فرماکر حضرت مولانا بیٹھ گئے) ملکی شیخ جی نے اٹھنا چاہا جبہ کا دامن پانوں میں پھنسا اور بیچارے شیخ جی اوندھے موہنہ بعینہٖ اسی طرح پڑے ہوئے تھے جیسے کسی نے دھوبی کی لادی خیر جناب شیخ جی جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور سینہ تان کر بولے (اگرچہ قہقہے جانفرسا تھے)

ملکی شیخ جی ۔ لوگوں کو علما کا ادب جاتا رہا ہے صحابہ کی آپس کی لڑائیوں پر ہمیں کیا موہنہ ہے کہ کچھ موہنہ کھولیں ۔

حاضرین ۔ مولوی صاحب یہ مجلس مناظرہ ہے صحابیت کے دعوے سے ہمارے حضرت مولانا کے اعتراضات اٹھ نہیں سکتے ۔

ملکی شیخ جی ۔ تو بات یہ ہے کہ یہ جو رد کیا گیا ہے یہ تو کوئی رد نہیں میری دلیلیں تو ایسی ٹھوس ہوتی ہیں جیسے مثلاً خود حضرت مولانا لئیم الامۃ صاحب فرماتے ہیں

"تشبیہ من کل الوجوہ نہیں بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق بعض غیوب کا حصول آپ کے لئے علت ہوگئی اطلاق عالم الغیب کی اسی طرح دوسروں کے لئے ہو جائے گی" اس دلیل کے آگے سر جھکا دینا چاہیئے یہ کسی سے رد نہیں ہو سکتی میں نے سب رد سنے مگر ان سب کا جواب بس ایک بات میں دونگا کہ بقول مولانا ابن شیر خدا اخبث الزمن صاحب

عربی خوب جانتے تھے اور ہندی بھی اور فارسی کا جنون سا تھا ۔ ص ۱۲۱

ہمیں تو حضرت مولانا لئیم الامۃ صاحب کی بے چون و چرا تسلیم کر لینا چاہیئے اور ...... (گاڑی اٹک گئی اور ملکی شیخ جی بیٹھ گئے) حضرت مولانا کھڑے ہوتے ہیں

حضرت مولانا مسلمانوں پہ یہ تو خوب روشن ہو گیا کہ اپنے خصم کے تاہر اعتراضات کو پیچھے ڈال کر ایک نئی چیز ہر دفعہ پیش کر دینا ہمارے مقابل مولوی صاحب کا مذہبی شعار ہے **فقیر** نے مولوی صاحب کی پیش کی ہوئی ہر سہ عبارات کے تین رد کیئے تھے مگر باہمت مولوی صاحب نے تینوں کو پیچھے ڈال لیا ایک اور لئیم الامۃ صاحب کی نقل کر دی تو معلوم ہوا کہ وہ تیسری بھی لئیم الامۃ صاحب کے کفر کو نہ اٹھا سکی۔ خیر آئیے ذرا اس چوتھی کی بھی خبر لے لوں لئیم الامۃ صاحب کی اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ میں لئیم الامۃ جانوروں پاگلوں کے علم سے علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو من کل الوجوہ تشبیہ نہیں دے رہا ہوں بلکہ صرف اتنی بات میں کہ جس طرح تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علوم غیبیہ کی بناپر عالم الغیب کہتے ہو ایسی ہی بعض علوم کی بناپر جانوروں پاگلوں اور فلاں و فلاں کو بھی عالم الغیب کہو اولاً لئیم الامۃ صاحب کی عیارانہ چال ملاحظہ فرمایئے کہ اپنی دی ہوئی اُس نجس گھنونی کفری تشبیہ پر جو اپنے زعم باطل میں تفریع جمائی تھی کہ" تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے اور اُسی تفریع کو یہاں دھوکا دینے کے لئے سبب تشبیہ کہہ دیا۔ اسکے بعد ذرا تشبیہ لئیم الامۃ صاحب کو اُلٹا کیجئے کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ مرید احمق صاحب گنگوہی کی تھوتھنی سوئر کی سی تھی اور آنٹھ صاحب باطوطی کی صورت ایسی تھی جیسی گدھے کی اور خلیل احمق صاحب انگیٹھی کی آنکھیں ایسی تھیں جیسے چھچھوندر کی اور خود لئیم الامۃ صاحب کے دانت ایسے ہیں جیسے کتے کے۔ تو کیا اسمیں اُن صاحبوں کی توہین نہ ہوگی۔

ملّی شیخ جی (سکے داڑھی کے تین چار تو بال ہی تھے بکھر گئے کھڑے ہو گئے اور بولے)
بس بس چپ رہو زیادہ نہ بکو ہمارے اکابر کی شان میں توہین کرتے ہو سخت
بدتہذیب کندۂ ناتراش ہو۔

حضرت مولانا (نہایت متانت سے) للہ مسلمانو انصاف وایمان کی آنکھ کھولو اگرچہ
ہینے صراحۃً ذکر کردیا کہ اگر کوئی شخص یوں کہے" مگر افسوس اپنے اکابر کی نسبت
تمثیلاً بھی وہ الفاظ نہیں سن سکتے جو الفاظ صراحۃً کھلم کھلا اپنی کتابوں میں سرکار دوجہاں
صلوٰت الرحمٰن کی بارگاہِ اقدس میں بک چکے ہیں اور جن کو صحیح و درست بنانے
کے لئے یہ اور ان کے اکابر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں غلط سلط تاویلیں کرتے
ہیں اگرچہ وہ تاویلیں اُس گستاخی کو گستاخی در گستاخی بنادیں سارا مجمع لعنت
کررہا تھا حضرت مولانا کی تقریر پھر شروع ہوئی۔

حضرت مولانا۔ اگر کوئی شخص ایسا کہہ دے تو تم لئیم الامۃ اور فلاں و فلاں اس کو
توہین نہ سمجھیں گے اور اگر سمجھیں گے اور یقیناً سمجھیں گے تو اُس کہنے والے کا
یہ عذر آپ کو مقبول ہوگا کہ وہ یوں تاویل کردے "بینے گنگوہی جی کی
تھوتھنی یا طوطی جی کی صورت انگیٹھی جی کی آنکھ اور لئیم الامۃ صاحب کے
دانتوں کو سور گدھے چھچھوندر کی تھوتھنی صورت آنکھ اور دانتوں سے
من کل الوجوہ تشبیہ نہیں دی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلقاً تھوتھنی
صورت آنکھ دانت کا وجود و حصول گنگوہی جی یا طوطی جی انگیٹھی جی لئیم الامۃ
جی کے لئے علت ہوئی اطلاق انسانیت کی ایسے ہی سور گدھے چھچھوندر
کتے کے لئے بھی ہو جائے گی" یقیناً ہرگز مقبول نہ ہوگا بلکہ اُس شخص کے قول کو اس وقت
بھی اپنی اور فلاں و فلاں کی توہین ہی سمجھیں گے تو ذرا جہنم کے درک اسفل سے
ڈر کر بتایئے کہ مدینے والے رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں

میں بکی ہوئی وہ آپ کی گندی گالی کسی طرح اس ناپاک تاویل سے صحیح و جائز ہو جائے گی یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ چوتھی عبارت بھی حفظ الایمان کے اس بدترین کفر کو ہرگز نہ اٹھا سکی۔ حضرت مولٰنا بیٹھ گئے۔

ملکی شیخ جی۔ یہ اعتراضات جو کچھ بھی بدعتی لوگ کرتے ہیں بالکل پوچ ہیں انہوں نے گڑھ لئے ہیں ورنہ حضرت مولانا لئیم الامۃ صاحب کی شان سے بعید ہے وہ ایسی توہین کریں دیکھیے وہ خود ارشاد فرما رہے ہیں۔

"اگر صرف اس تشبیہ پر اکتفا کرے کے وجہ تفاوت و تفاضل کو بیان کرے تو بیشک قبیح ہے لیکن جب اسکا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو پھر کیا قباحت ہے"

تو معلوم ہوا کہ مولانا لئیم الامۃ صاحب کی نیت ہرگز توہین کی نہیں تھی۔ بلکہ ان لوگوں نے کھینچا تانی کرا کے ہمارے حضرت مولٰنا لئیم الامۃ صاحب پر فتوائے کفر لگا دیا امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ کسی کلمہ گو کو خواہ وہ ظاہرا کیسے ہی کفریات کا مرتکب ہو کافر نہ کہنا چاہیے یہ لوگ اتنے بڑے مولانا کو کافر کہے دیتے ہیں حالانکہ یہ لوگ شیعوں کا رد بالکل نہیں کرتے مجھے دیکھیے میں نے لکھنؤ میں شیعوں کا رد کرتے کرتے ان کے چھکے چھڑا دیئے ان کی زبان بند کرنے کے لئے علیؓ صاحب کی تکفیر کافی ہے اس دندان شکن دلیل کے آگے پھر کچھ نہیں چلتی (مجمع میں ایک گڑبڑی سی پھیل گئی ناچار ملکی شیخ جی بیٹھ گئے)

حضرت مولٰنا۔ معاذ اللہ رب العٰلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرات؟ آپ نے ملاحظہ فرمایا مولوی صاحب نے ابتدائے مناظرہ سے اب تک نہ معلوم کتنی بار خلاف موضوع گفتگو کر کے اپنے فرار کی تعداد میں زیادتی کی ہے اب جب اور کچھ نظر نہیں آیا تو اپنی کارستانیاں ہی بیان کرنا شروع کر دیں۔ افضو کے رد کا حال تو اس دلیل سے معلوم ہو لیا جو مولوی صاحب کے زعم میں دندان شکن ہے

اگر شرائط مناظرہ کے خلاف نہ ہوتا تو میں اس رد کی حقیقت کھول دیتا۔ مگر اپنے ایمانی جذبات سے مجبور ہو کر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معاذ اللہ حضرت مولی المسلمین شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکفیر کرنے والا عند الفقہاء کافر و مرتد ہے خیر یہ تو مولوی صاحب جانیں اور ان کا ایمان مجھے تو یہ بتانا ہے کہ مولوی صاحب نے پچھلیوں کو تڑپتا چھوڑ کر ایک اگلی اور پیش کر دی آخر یہ معما کیا ہے بات یہ ہے کہ لئیم الامۃ صاحب کی وہ کفری عبارت اپنے خبائث اور کفر کے بوجھ سے اتنی لدی ہوئی ہے کہ ہزار بیساکھی لگائیے مگر کوئی اس کا بوجھ نہیں سنبھال سکتی لہذا ہر دفعہ نئی بیساکھی کی ضرورت ہوتی ہے اور لئیم الامتی کی شان یہ توفیق نہیں ہونے دیتی کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں اب ذرا اس پانچویں کی بھی خبر لیجئے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ مجھ لئیم الامۃ نے اگرچہ جانوروں پاگلوں کے علم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو تشبیہ تو دی ہے مگر چونکہ میں لئیم الامۃ ساتھ ہی ساتھ حضور کا تفاضل بھی بیان کر رہا ہوں لہذا اگر حضور کا علم پاگلوں جانوروں جیسا بتا بھی دیا تو کیا حرج ہے ہاں اگر حضور کی فضیلت نہ بیان کرتا تو البتہ قباحت تھی مسلمانو! کیا اسکا مطلب یہ نہ ہوا کہ حضور نبی مختار علیہ صلوات اللہ الی یوم القرار کو گالیاں دینا ان کی بارگاہ میں توہین کرنا صرف اسی وقت کفر ہے جبکہ ساتھ ساتھ کچھ وجوہ تفاوت نہ بیان کئے جائیں اور جو کہیں ایک آدھ فضیلت بھی بیان کر دی جائے تو پھر جو مونھ میں آئے سڑی سے سڑی گالی بکس سے بکس گستاخی کرلو سب نوش جان شیر مادر غور کیجئے کہ کیا اس ملعون جھوٹی تاویل سے لئیم الامۃ جی کا کفر اٹھ گیا کیا یہ عذر کفر بدتر از کفر نہیں ثانیاً اگر یہی عذر شخص مذکور بھی کر کے یوں کہدے گنگوہی جی کی تھوتھنی اور بٹاطی جی کی صورت اور انگیٹھی جی کی آنکھیں اور لئیم الامۃ جی کے دانت سور گدھے چھچھوندر کتے کے سے کہہ دینا صرف

اُسی وقت فلاں نہ فلاں کی توہین ہیں جبکہ وجہ تفاوت و تفاضل نہ بیان کیئے جائیں اور جبکہ میں ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کر رہا ہوں کہ فلاں و فلاں کو سوئر گدھے بچھو نہ کتے پر کچھ فضیلت بھی حاصل ہے اس لیئے کہ گنگوہی جی بھنگی کے یہاں نہیں پلے بڑھے تھے اور باطوطی جی نے بھی کمہار کی مٹی نہیں ڈھوئی اور نہ آج تک یہ سُنا گیا کہ انگیٹھی جی کی دم پکڑ کر کسی نے زمین پر دے مارا ہو اور یہ بھی مسموع نہیں ہوا کبھی لئیم الامتہ جی کو میونسپلٹی کا بھنگی پکڑ لیگیا ہو تو جب اتنی فضیلت ان لوگوں کو حاصل ہے تو اگر میں نے ذرا تشبیہ دیدی تو کیا بُرائی ہے"

سچ بتایئے کہ کیا لئیم الامتہ جی اُسکے یہ عذر تسلیم کر لینگے اور یہ تاویل خود اپنے اور اپنے اکابر کی شان میں قبول کرینگے نہیں اور ہرگز نہیں تو انصاف کیجیئے کہ کیا اُنکی یہ رکیک اور باطل تاویل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو کفر ہونے سے نکال دے گی واللہ العظیم ہرگز نہیں۔

(ملکی شیخ جی کھڑے ہو گیے)

ملکی شیخ جی اگرچہ قرارداد مناظرہ صرف آج ہی کے لیئے تھی مگر خود چاہتا ہوں کہ احقاق حق ہو جائے اور ان بدعقیلوں کو دم مارنے کی جگہ نہ رہے۔ لہذا اس وقت میں اپنی بعض خاص ضروریات کی وجہ سے مناظرہ ملتوی کرنا چاہتا ہوں اور کل صبح سے پھر مناظرہ شروع ہوگا۔

حضرت مولٰنا۔ بشرطیکہ مولوی امداد اللہ مولوی صاحب کے ٹھیرائے رکھنے کا ذمہ دارانہ وعدہ کریں تو البتہ مناظرہ ملتوی ہو سکتا ہے اگرچہ مجھے اطمینان کلی اُسوقت بھی نہ ہوگا۔

مولوی امداد اللہ۔ ہمارے حضرت مولانا کاکوروی صاحب کی ذات بابرکات سے ہرگز توقع نہیں ہو سکتی کہ حضرت مولانا صاحب میرٹھ سے جانے میں کوئی ذلیل طریقہ

اختیار کر لینگے اسکے بعد مولانا غلام علی صاحب کھڑے ہوگئے۔ اور بولے۔

غلام علی صاحب (حکیم الامۃ صاحب اور اخبث الزمن صاحب کا اقرارنامہ پیش کرتے ہوئے) میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کاکوروی کا فرار اُن کے ان دونوں بڑوں کا فرار ہو آج کی مجلس مناظرہ ختم ہوئی حضرت مولٰنا صاحب قبلہ بھی ہمراہیوں سمیت اپنے جائے قیام پر تشریف لے گئے مکان پہنچکر غلام علی نے عطامحمد خاں سے کہا۔

غلام علی۔ دوست؟ مجھے میرٹھ آئے ہوئے آج کئی دن ہو گئے پندرہ دن کا وعدہ کر کے آیا ہوں ابھی تک کوئی خط بھی نہیں لکھ سکا آج بھی ڈاک کا وقت نکل گیا۔

عطامحمد خاں۔ تو ایسا کرو خط لکھ لو اسٹیشن چل کر ڈال آئینگے رات ہی کو نکل جائے گا

غلام علی۔ بہت خوب اچھی رائے دی۔ بس ہمارے فاضل دوست نے اپنے والد ماجد کو واقعات لکھ کر لکھا کہ دعا فرمائیے اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے دشمنوں پہ اُن کے غلام کو فتح عطا فرمائے جلد از جلد بعد ختم مناظرہ حاضر خدمت ہوتا ہوں۔ دوسرا خط اپنی بہن سکندر بانو کو لکھا تمام واقعات لکھے ساتھ ہی لکھا کہ پیاری قمر النسا ہر مجلس میں پس پردہ ہوتی ہیں دعا کرو اللہ تعالیٰ اُنکے والدین و دیگر اعزہ کو ہدایت دے اور میرے جائز مقاصد کو پورا فرمائے۔ مغرب تک دونوں خط تیار ہو گئے بعد نماز دونوں دوست اسٹیشن روانہ ہوئے تانگہ لے رہے ہیں۔

تانگہ والا۔ حضور ابھی تو دو آدمیوں کو پہنچائے چلا آرہا ہوں موٹھ مانگے پچھ آنے ملے تھے۔

عطامحمد خاں۔ بھئی وہ کوئی جنٹلمین ہونگے چار آنہ لو تو چلو۔

تانگہ والا۔ اے نہیں حضور جنٹلمین کسے کہتے ہیں وہ ہی مولوی صاحب تھے موٹے سے ٹھگنے سے جو بحث کرنے آئے تھے اے میاں وہاں تو شہر کا بچہ بچہ

موجود تھا سرکار ہم بھی گئے تھے مگر واہ بھیا بڑے مولوی صاحب نے تو خوب
ہی خوب لتاڑا وہ اپنے شاگرد سے کہتے جاتے تھے بلا سے کچھ دام زیادہ
جائیں دوسرے درجہ کا ٹکٹ لیکر وہ کیا ہوتا ہے میاں واٹنگ روم۔
(ویٹنگ روم) اُس میں بیٹھ رہینگے اور چپ چاپ سوار ہو جائیں گے۔

غلام علی۔ دیکھا دوست تم نے وہی ہوا آخر ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے۔

عطا محمد خاں۔ اچھا چلو چھ آنے ہی لینا دونوں دوست اسٹیشن روانہ ہوئے راستہ
میں جا بجا کہہ دیا کہ مولوی کا کوروی جی بھاگ گئے آپ لوگ دس بجے والے
ایکسپریس پہ تشریف لائیے تاکہ ان کے فرار کا اعلان ہو جائے۔ تانگہ آگے
بڑھا عطا محمد خاں کے چچازاد بھائی غلام نبی خاں آتے دکھائی دیئے عطا محمد خاں
نے اُن سے کہا ارے میاں وہ دیوبندی مولوی تو بھاگ گئے اگر ممکن ہو
تو امداد اللہ وغیرہ کو خبر کرا دینا میرے خیال میں مولوی صاحب ان لوگوں سے
چھپ کر بھاگے ہیں غلام نبی خاں تو اُدھر گئے تانگہ اسٹیشن پہنچا دونوں دوست
اُترے۔ آئیے ذرا ہم بھی اسٹیشن چل کر سیر کر آئیں ساڑھے نو بج چکے ہیں
سہارنپور سے ہاپڑ مرادآباد جانے والے ایکسپریس کے مسافر تیاری کر رہے
ہیں مگر آج کچھ ہجوم معمول سے زیادہ ہے۔ آپس میں کسی بات پر گفتگو ہو رہی
ہے آئیے ذرا سنیں۔

ایک اماں مولوی جی تو بڑے حضرت ثابت ہوئے بڑے مولانا صاحب کی تقریر کا
تو جواب نہ دے سکے مگر خود ہی احقاق حق کی بڑی بڑی تعلیاں ہانک کر مناظرہ
ملتوی کرا دیا اور خود ہی بقول شخصے رسیاں تڑا کر بھاگ چھوٹے۔

دوسرا مگر یار ان لوگوں میں بزدلی سے ہی ہوتی آئی ہے وہ جو انکے سرپنچ ہیں وہ
ہی نالیئم الامتہ صاحب وہ خود رنگون سے اسی طرح لڑک دم بھاگے تھے۔

تیسرا اور لطیفہ تو یہ رہا کہ مولوی امداد اللہ نے کس زور شور سے کہا تھا کہ ہمارے حضرت مولٰنا کی ذات بابرکات سے ہرگز یہ اُمید نہیں کہ وہ کوئی ذلیل طریقہ اختیار کرینگے - بھئی ان ذات شریف نے تو اُس بیچارے کی بھی کھوئی استغفر اللہ

غرض یہ باتیں سنتے ہوئے ہم آگے بڑھے اخاہ یہ جم غفیر یہاں ڈٹا ہوا ہے - مولوی امداد اللہ اُن کے بھائی صاحب نصر اللہ صاحب شکور حسین اور ملا مقبول بھی یہ خبر مرگ اثر سنکر آئے ہیں لیجئے سگنل ہو گیا اور اکسپریس دوڑتا ہوا آ پہنچا لوگ چڑھ اُتر رہے ہیں - ہمارے دوست غلام علی اور عطا محمد خاں سیکنڈ کلاس کی طرف بڑھے وہ دیکھیے کوئی بڑی بی چادر میں لپٹی ہوئی چڑھیں اُن کے پیچھے ارے یہ کون یہ تو وہی ملکی شیخ جی کے مرید صاحب ہیں اب کیا تھا پہچان لیئے گئے مولوی امداد اللہ وغیرہ بھی آپہنچے ارے وہ چادر پوش بڑی بی تو ملکی شیخ جی نکلے استغفر اللہ بڑی خفت ہوئی -

غلام علی (آگے بڑھ کر اور لئیم الامتہ صاحب والا ہچی نامہ پیش کرتے ہوئے) مولوی صاحب فرمائیے وہ احقاق حق کا دعویٰ کہاں گیا - اتنے میں گارڈ آگیا اور کہنے لگا اوریل گاڑی چھوٹنے والا ہے پلیٹ فارم خالی کرو اتنا سُننا تھا کہ بیچارے ملکی شیخ جی پابدست دگرے دست بدست دگرے گاڑی سے اُتار لیئے گئے بیچارے مرید صاحب بھی بقچہ سنبھالے ہوئے اُترے گاڑی روانہ ہو گئی -

ملکی شیخ جی - آپ لوگوں نے میرا سخت نقصان کرایا میرا ٹکٹ برباد ہو گیا -

مولوی غلام علی - مولوی صاحب اگر آپ اپنے پیشوا و مقتدا لئیم الامتہ صاحب کا کفر نہیں اُٹھا سکتے تو ایک اقرار نامہ اسی مضمون کا لکھیئے دستخط کر کے ہمارے حوالہ کیجئے ہم اُسے شائع کرادیں اور آپ ٹھنڈے ٹھنڈے ساڑھے چار بجے والے پسنجر سے چلے جائیے - ملکی شیخ جی کچھ کہنے ہی کو تھے کہ مولوی امداد اللہ

آگے بڑھ آئے اور ہاتھ جوڑ کر بولے۔

امداد اللہ۔ مولانا صاحب اس میں ہم لوگوں کی خصوصًا میری سخت ذلت ہے عمر بھر موںھ کالا رہے گا کہ امداد اللہ نے حضرت مولانا لیئم الامۃ صاحب کا فرار میرٹھ سے شائع کروا دیا خدا کے لئے عزت رکھئے (اب معاملہ دگرگوں ہو گیا ملکی شیخ جی بوکھلا گئے مری ہوئی آواز سے بولے)

ملکی شیخ جی۔ خیر اب تو وہ مثل ہے ہرچہ بر سر فرزند دیوبند آید بگذرد جو گذر نا ہو گی مجھ پر گذر جائے گی تشریف لے چلیے۔

آیئے دیکھیں ہماری دلربا ہیروئن کیا کر رہی ہیں۔

باب آٹھواں

یادِ محبوب

وہ سنگدل کبھی، تو ادھر کھنچکے آئے گا
ہم آہ کھینچے جائینگے جبتک کہ دم چلے (حسن علیہ الرحمۃ)

وہ دیکھیے ہماری نازنین ہیروئن قمر النسا خانم باندازِ دلربائی انگنئی میں ٹہل رہی ہیں اور زیرلب کچھ گنگنا رہی ہیں اُف کیا نور کا گلا پایا ہے لحن داؤدی کی تصدیق ہو رہی ہے اتنے ہی میں اُن کی ماں شمس النسا آپہنچیں تھوڑی دیر تک تو ستون کی آڑ میں سُنا کیں وہاں ایسا عالم محویت تھا کہ ماں کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی آخر خود شمس النسا ہی خانم بڑھ کر گویا ہوئیں۔

شمس النسا۔ اے بیٹی قمر النسا رات گئے چھت پر نہ آیا کرو میری آنکھوں میں خاک

کوراپنڈا ہے ذری سی بات میں شیطان کے کان بہرے وائی بندی کو یوں سے ووں ہو گیا میں تو کلیجہ ہی پکڑ کے رہ جاؤنگی۔

قمر النسا (جو اُس عالم وارفتگی کے افشائے سے پسینہ پسینہ بیٹھی تھیں) سر جھکا کر بولیں اے نہیں اماں جان یوہیں ذری ادھر نکل آئی نانی اماں نے یہاں کیسے اچھے اچھے پھولوں کے گملے لگا رکھے ہیں ذری دیکھیئے چاندنی رات میں کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں میں تو روز آ کر یہاں گھنٹوں دیکھا کرتی ہوں یوہیں کچھ دل بہل جاتا ہے ویسے تو اماں جان آج کل میرا دل کچھ ڈوبا سا رہتا ہے (وارفتگی میں یہاں تک کہہ گئیں اب خیال آیا) جبین نازنین پر پسینہ آگیا بات بنانے کو پنکھا ہاتھ میں لے لیا۔

شمس النسا (تو دنوں سے بھانپے ہوئے تھیں اسوقت بیٹی کی گفتگو نے دل میں ایک نئی کھٹک پیدا کی) موں بنا کر پیار کے انداز میں بولیں ہاں بیٹی تمہارے دن تو دل ڈوبنے ہی کے رہنے ہوئے ہم تمہارے پاس آکر بیٹھے ایک نیا کھٹکا لے کر اُٹھے دیکھو میری جان ہم سے نہ ڈرو تم نے چاہے کتنا ہی لکھ پڑھ لیا ماشاء اللہ مردوں کے برابر تمہاری تعلیم ہوئی پھر بھی تو ہم تمہاری ماں ہیں پیٹ میں رکھا پالا پرورش کیا لکھوایا پڑھوایا پھر تم سے سن میں بیس بائیس برس زیادہ ہی ہیں آج ہم موں پر لاتے ہیں اب تم وہ نہیں جو تھوڑے دن پہلے تھیں دن رات اسی غم کو دل سے لگائے بیٹھی رہتی ہوں ذری مجھے تو بتاؤ کہ تمہارا دل کیوں ڈوبا رہتا ہے۔

قمر النسا (نے سوچا اچھی پیچھے پڑیں عشق ؟ تیرا بُرا ہو نہ معلوم کیا کر گیا) اماں جان یوں تو جو آپ کہیں ٹھیک ہی ہے مگر اتنا کہوں گی بعض دفعہ آپ کی باتیں اُکھڑی اُکھڑی ہوتی ہیں کہ ہمارے دل کو تلملا دیتی ہیں نہ معلوم مجھ نگوڑی میں کونسی تبدیلی

ہو گئی جو آپ بار بار موہنہ پہ لے آتی ہیں ہاں ذری یہ تو ہے کہ کچھ طبیعت پھیکی سی رہتی ہے سو موسم بھی بدل رہا ہے اور جو کوئی ایسی ویسی بات ہو مجھ سے قسم لے لیجیے۔

شمس النسا۔ صاحبزادی یہ جونڈا ہم نے دھوپ میں تھوڑا ہی سفید کیا ہے تم ہم سے پیدا ہوئی ہو تو کچھ نہ کچھ ہم زیادہ ہی جانتے ہیں اولاد کے لئے ماں باپ سے زیادہ کون رازدار ہو سکتا ہے آدمی کو وہ بات کرنا چاہیئے جس میں خدا کی ناراضی خاندان کی بدنامی گلے نہ پڑے باقی تمہیں اختیار ہے خدا رکھے سمجھدار ہو۔

قمر النسا۔ (سوچیں باتیں پتہ کی ہیں کہیں یہ غضب تو نہیں ہوا کہ سعیدہ نے راز افشا کر دیا یہ خیال آنا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں)

شمس النسا نے دیکھا کہ اسوقت طور بے طور ہیں جلدی سے اُٹھا کر گلے سے لگا لیا کہنے لگیں واہ بیٹی سمجھدار ہو کر ناسمجھی کی باتیں کرتی ہو ماں باپ تو اونچ نیچ سمجھاتے ہیں کوئی خدانخواستہ اولاد کے ساتھ دشمنی تھوڑا ہی ہوتی ہے لے اچھا مت روؤ رات زیادہ آئی سو رہو صبح پھر مناظرہ ہے طبیعت بے چین رہے گی۔

قمر النسا ۔دنے دیکھا اچھا ہوا دوسری بات چھڑ گئی) بولیں اے ہاں اماں جان یہ مولوی صاحب کے بھاگنے کا کیا سنا گیا ہے اے ہے انہوں نے تو ناناجان (رحمۃ اللہ) کی بھی بات ڈبوئی۔

شمس النسا۔ نہیں بوی یہ بات نہیں اُن کی والدہ بیمار ہیں وہ تو پھر عالم ہیں ماں کے حقوق ہم سے زیادہ پہچانتے ہیں۔

قمر النسا۔ اے خدا نہ کرے جو کوئی ایسے حقوق پہچاننے ماں تو بالکل بُرا نا تعزیہ ہو نگی یہاں تو خدا کی مخلوق دین و ایمان میں بھٹک رہی ہے۔ یہ زیادہ یا وہ؟

شمس النسا۔ یہی تو میں کہتی ہوں کہ تمہارے دل میں جانے کیا سودا سما گیا ہے اور یہ خوب سمجھ لو جو تم سوچی ہو وہ نہ ہونے کا۔ شمس النسا جھلا کر چلی گئیں)

قمر النسا کے دل پر ماں کا کہنا برچھی کی طرح لگا تنہا کمرہ میں پلنگ پر پڑ کر خوب روئیں
اتنے میں سعیدہ خانم آئیں قمر النسا کو معلوم بھی نہ ہوا کہ کون آیا کون نہیں آیا۔
سعیدہ خانم۔ نے دیکھا کہ قمر النسا مچھلی کی طرح تڑپ رہی ہیں بڑھ کر گود میں اُٹھا لیا۔
باہیں گلے میں ڈال کر بولیں اگر تمہیں اپنا وعدہ یاد ہو تو بس اب مت رونا۔
ارے بتاؤ تو سہی یہ ہوا کیا ابھی تھوڑی دیر ہوئی اچھی بھلی آئی تھیں۔
قمر النسا (ہچکیاں لے کر) نہیں بہن کسی کا قصور نہیں اپنی قسمت خراب ہے آج تو
اماں جان نے ایسی ایسی جلی کٹی اور کھیاں سنائیں کہ دل ہی خوب جانتا ہے۔
نہ معلوم کس دشمن نے انسے پھونک دیا آج تو وہ صاف صاف کہہ گئیں
سعیدہ خانم (شاید میری طرف سے شک ہو) پیاری قمر النسا قسم ہے وحدہٗ لاشریک
کی تمہارا راز اب تک محفوظ ہے میں ایسی بیوقوف نہ تھی جو اتنی بڑی بات
بھابی جان تک پہنچا دیتی اصل یہ ہے کہ وہ دنیا دیکھے ہوئے ہیں ایک جہاں برتے
پڑی ہیں تم خود اگر اپنی صورت آئینہ میں دیکھو تو یہی کہو گی کہ سال بھر کی بیمار ہو نہ
کوئی ظاہری بیماری ہے نہیں آخر بتاؤ کہ لوگ اس کے علاوہ کیا گمان کریں گے
کہ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ہے ورنہ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں ابھی بھابی جان کو
کانوں کان خبر نہیں ہے لے بس اب تو تسلی ہوئی اچھا اب ہنسدو (پہلو میں
زور سے گدگدا دیا)
قمر النسا۔ بیتاب ہو کر ہنسنے لگیں بولیں بہن سعیدہ گو نگو کا معاملہ ہے دل کی آگ نہ بجھتی
ہے نہ سلگتی ہے افسوس مجھے نہیں معلوم تھا کہ بچپنا اچھی طرح گزر کر یہ آفتیں اپنے
ساتھ لائے گا دین کا اختلاف رہی سہی اُمید کو بھی توڑ دیتا ہے ورنہ آس پر دنیا
قائم تھی کبھی تو اللہ ہم دل جلوں کی سنتا ہی آہ ابتو رونا بھی نہیں آتا۔
سعیدہ خانم۔ دیکھو پیاری قمر النسا تم ذرا سے میں مایوس ہو جاتی ہو ذرا اس بحث مناظرہ

کو ختم ہونے دو مجھے تو سنو ہیں ستو امید ہے کہ میرے تمہارے ماں باپ بھی اب اُتنے اندھے نہ بن جائیں گے کہ دیکھے ہوئے کنویں میں گر پڑیں - عقیدتوں میں تو کمی آہی چلی ہے بس بزرگوں کی امداد شامل حال ہوئی اور بیڑا پار ہوا اچھا جاؤ ہم ابھی سے کہے دیتے ہیں کہ تمہارا پیارا تمہارے ہی دامن سے بندھا ہوگا اگر تمہاری مراد پوری ہو جائے تو ہم کو بھی ایک شاہ صاحب سمجھ کر مٹھائی اور نقد سنو روپیہ نذر کرنا ہنسنے لگیں -

قمر النسا (جھینپ کر) تمہارے موہ میں گھی شکر نہیں تم کو خدا چاند سا دولہا دے ایک تمہاری ذات سے کچھ دل بہل جاتا ہے ورنہ میں تو دیوانی ہو جاتی -

سعیدہ خانم - اے ہاں لو کیسا کچھ چاند سا دولہا پڑھا لکھا خوبصورت گبرو کوتوال شہر کا پیارا لڑکا تم اپنی کہنہ بیچاری روز تکا کرتی ہیں مگر کوئی نظروں میں ہی نہیں اترتا -

قمر النسا - اچھا بس تم تو دل لگی پر اتر آئیں کیسی زبان چلتی ہے اُفوہ جیسے قینچی -

سعیدہ خانم - بوسہ لیکر اچھا شب بخیر اب آرام کرو ہم بھی سوتے ہیں - اسکے دو دن سے کچھ کچھ ایسی نحوست چھا گئی ہے کہ صبح کو آنکھ ہی نہیں کھلتی - نماز قضا ہو جاتی ہے - (چلی گئیں) تھوڑی دیر میں کروٹیں بدلتے بدلتے ہماری پیاری قمر النسا بھی خواب شیریں کے آغوش میں چلی جاتی ہیں - آئیے ہم بھی چل کر سو رہیں -

باب نواں ۹

مناظرہ کا دوسرا دن

صبح ہوئی نماز فجر کے بعد ہی لوگ مناظرہ سننے کے شوق میں مناظرہ گاہ کو چلدیئے آج

کل سے بھی زائد مجمع ہے مولوی کا کوروی جی کے واقعۂ فاجعہ نے لوگوں کے شوق کو چوگنا کردیا حضرت مولٰنا مولوی شاہ محمد غوث بخش صاحب بھی نماز و وظیفہ سے فارغ ہوگئے مولوی غلام علی صاحب بھی احباب کو لے کر تیار ہوگئے اور حضرت مولانا مناظرہ گاہ تشریف لے چلے حضرت مولٰنا کا پہنچنا تھا کہ سارا مجمع بیک آواز یارسول اللہ پکار اُٹھا مگر ابھی تک ملکی شیخ جی کا پتہ نہیں تفتیش پر معلوم ہوا کہ ناشتہ کر رہے ہیں غرض تقریبًا ایک گھنٹہ کے بعد ملکی شیخ جی مناظرہ گاہ میں باحال زبوں آئے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پیچش کا مریض ہے یا کسی مردہ پنجر میں شیطان حلول کیئے ہے۔ آتے ہی کھڑے ہوگئے اور بولے۔

ملکی شیخ جی۔ بھائیو؟ انصاف کرو میری والدہ ماجدہ سخت بیمار تھیں اگر وہ انتقال کر گئیں تو میں کیسا ناخلف بیٹا ثابت ہونگا۔

حاضرین۔ آئندہ کی آپ کو کیا خبر اسوقت کا حال کہیئے۔

ملکی شیخ جی اور بھائیو رہا مناظرہ سو ان بدعتیوں کا اعتراض تو بالکل یونہیں سا ہے اور اُن کے اس اعتراض کا جواب نہ صرف مصنف کتاب مولانا لئیم الامۃ صاحب نے ہی دیا ہے بلکہ بعض معتقدین اکابر علما نے بھی اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا خلیل احمق صاحب انگیٹھی مرحوم نے بھی اس کا جواب دیا ہے۔ سنیئے کیا فرماتے ہیں۔ مولانا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اُس پر الزام آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے۔ بس اس عبارت نے تو فیصلہ ہی کردیا واہ وا مگر بدعتیوں پہ میلاد و فاتحہ کی نحوست ایسی چھاگئی ہے کہ وہ نہ مانینگے میرا ارادہ ہے کہ ایک رسالہ میلاد وغیرہ کے بدعت اور حرمت میں لکھونگا اور ان لوگوں کو بتادونگا کہ تمہاری بدعتیں کتنی گمراہ کن ہیں (بس اِدھر اُدھر کی ہانک کر ملکی شیخ جی

بیٹھ گئے۔ حضرت مولانا صاحب قبلہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا)

حضرت مولانا۔ معزز حاضرین آپ نے ملاحظہ فرمایا اس ننھی سی تقریر میں مولوی صاحب نے کتنی دفعہ اپنے فرار کا ثبوت دیا اور آنکھوں کی صفائی ملاحظہ فرمایئے کہ لئیم الامۃ جی کی حفظ الایمان والی خبیث عبارت صحیح بنانے میں خود لئیم الامۃ صاحب نے پیوند لگائے اگرچہ اُن کے پیوندوں کی کافی بخیہ دری ہو چکی مگر مولوی صاحب بھلا چوکنے والے تھے لئیم الامۃ جی کی دلیلیں ختم ہو گئیں تو اس بار انگیٹھی جی کی پیش کر دی آیئے اس کی بھی خبر لے لیجیئے ہاں جناب انگیٹھی جی یہ آپ کے بقول آپ کے مولانا (لئیم الامۃ صاحب) اس شخص پر کیوں یہ الزام دیتے ہیں کہ اگر تو اپنے مالک و مولےٰ سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اُن کے خالق عز وجل کی عطا سے علوم کثیرہ جلیلہ غیبیہ کا مالک مانے تو بچوں پاگلوں اور فلاں و فلاں کو بھی عالم الغیب مان تو اسکا جواب بھی دیجیئے گا کہ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور جانوروں پاگلوں کے علوم میں کوئی فرق نہیں ہے یہی تو وہ خبیث کفر تھا جس کی بنا پر اُن پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دونوں مقدس سرکاروں سے نازل ہوا کیوں؟ مولوی صاحب کا کوری کیا انگیٹھی جی کے اس بار و رہا جو آپ نے حفظ الایمان کے کفری چاک کی رفوگری کی کیا لئیم الامۃ جی کے کفر کا کالا کالا چہرہ اب بھی ویسا ہی سیاہ نہیں ہے جیسا کہ تھا اور رہیگا معلوم ہو گیا کہ انگیٹھی جی باوجود اتنی کوشش کے اپنے پیشوا اور مقتدا کا کفر نہیں اُٹھا سکے

(وقت ختم ہو گیا)

ملکی شیخ جی۔ مولوی صاحب کے کہنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ الزامی جواب کبھی درست ہی نہیں ہو سکتا حالانکہ درس نظامی میں ایک کتاب داخل ہے بھلا سا نام

ہے فن مناظرہ میں ہے مولانا نظامی گنجوی کی تصنیف ہے جو گنج مراد آباد کے رہنے والے تھے ہاں یاد آیا "منیۃ المصلی" نام ہے اُسمیں لکھا ہے کہ الزامی جواب ہمیشہ صحیح ہوتا ہے۔

ایک آواز۔ جی کیوں نہ ہو ے چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۔: الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا۔

ملکی شیخ جی (بہت جھینپے بات بنائی) تو ہاں اگر ایک عبارت رد بھی ہوگئی تو ابھی ہزاروں عبارتیں ایسی لاجواب ہیں کہ دنیا میں جواب نہیں۔ دیکھو حضرت مولنا ابن شیر خدا صاحب اخبث الزمن دربنگی اپنی کتاب "تلمیع الشیطان" میں فرماتے ہیں "

خبط الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم وضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے ظاہر ہے کہ اس تسلیم کے بعد پھر بھی آپ کو عالم الغیب کہنے سے منع کیا گیا ہے "

اب ذرا سوچنا چاہیئے کہ وہ کونسی چھپی ہوئی بات تھی جو حضرت ابن شیر خدا صاحب نے کھول کر نہیں دکھا دی مگر یہ بدعتی لوگ تو قبروں پر سجدے کرتے ہیں فاتحہ کرتے ہیں کہیں چادر اُٹھا رہے ہیں کہیں قیام ہوتا ہے کہیں کچھ بدعت کہیں کچھ (غرض اسی میں وقت ختم کیا)

حضرت مولٰنا افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب لغو اور واہی باتوں میں ہی وقت ضائع کر دیتے ہیں شرائط نامہ کے بموجب مولوی صاحب اپنے فرار کا ثبوت بارہا دے چکے اسدفعہ تو مولوی صاحب نے وہ اچھوتی علمدانی دکھائی ہے کہ قابل بیان نہیں مگر خدا جزائے خیر دے اپنے اُس نیک بندے کو جس نے منہ توڑ جواب دیدیا اس دفعہ کا کورومی صاحب نے اپنے ابن شیر خدا صاحب دربنگی کی تلمیع الشیطان

کی سہ سطری عبارت پیش کی ہے ذرا اسکی بھی بہار دیکھئے ملاحظہ کیجئے اخبث الزمن صاحب نے مسلمانوں کی مسلمانی اپنی جال دار چال میں پھانسنے کے لئے کتنی گہری چال چلی ہے اُن کی اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے حضرت لئیم الامۃ صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب تو مانتے ہیں ہاں البتہ حضور کو عالم الغیب کہنے سے منع کرتے ہیں تو اتنی سی بات پر حضرت مولانا لئیم الامۃ صاحب پر کفر وارتداد کا فتویٰ کیوں دیا گیا۔ اُفوہ یہ اتنی سی جان تلمیذ الشیطان تو بڑی مکارہ نکلی کیا وہ اتنی بھولی ہے کہ اُس دن کی اندھی کو یہ نہیں دکھائی دیا کہ حضرات علمائے حرمین مطہرین نے لئیم الامۃ جی پر محض اس وجہ سے کفر کا فتوا نہیں دیا کہ انہوں نے حضور پرنور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنے سے منع کیا بلکہ اُن کے کفر و ارتداد کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پاگلوں کے علم سے مشابہ اور مماثل بتایا اور اس طرح بارگاہ اقدس میں گندی گھنونی گستاخی کی۔ دیکھا اخبث الزمن صاحب تم سنو کہ نجاست کے ٹوکرے پر ریشمی دوشالہ ڈالنے سے وہ نجاست نجاست ہونے سے نہ نکل جائے گی تو معلوم ہوا کہ دربھنگی جی یہ جال دار غلیفی بھی لئیم الامۃ صاحب کے اُس موٹے دبیز کفر کو نہیں ڈھک سکی۔

(وقت ختم ہوگیا)

ملکی شیخ جی صرف کہنے سے کام نہیں چلتا ہماری دلیل کا رد کر دینا ہنسی کھیل نہیں جب تک دم میں دم ہے کوئی بدعتی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اب ذرا کان کھول کر دلیل سنئیے یہ دلیل وہ ہے جو دانت کھٹے کر دے گی۔ بقول شاعر

؏ اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

ایک منچلا ۔ تھامے بیٹھے ہیں آپ کی باری آئے بھی تو

ملکی شیخ جی (یہ گھڑوں پانی پڑ گیا مگر چکنا گھڑا قطرہ گرا پھسل پڑا) داڑھی پر ہاتھ پھیرا

کھانسے کھنکارے اُس کے بعد بولے ان بدعتیوں نے خواہ مخواہ ہمارے حضرت مولٰنا الکیم الامۃ صاحب پر اعتراض جما دیا ذرا سُنیئے کیا پلّے کی دلیل ہے اور کیوں نہ ہو اُن سکے جان نثار غلام کی دلیل ہے تو فقیر کہتا ہے کہ مولانا کی عبارت میں ہرگز توہین نہیں اسلئے کہ جس صفت کو ہم مانتے ہیں اُس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اُسے منع کرتے ہیں" اب ذرا بتائیے کیا کسی عبارت کی ایسی کھلی توجیہ ہو جانے کے بعد بھی اُسے کوئی کفری عبارت کہدیگا اگر کوئی کہہ بھی دیگا تو ہم نہ مانینگے ان بدعتیوں سے کہہ دو کہ آج سے خدائی رات کرنا سہرہ باندھنا اولیاء اللہ کے قبور پر بُری بُری باتوں سے بچنا چھوڑ دیں گیارھویں بارھویں سب ڈھکوسلے ہیں خدا صاحب فرماتے ہیں کہ ثواب مت پہنچاؤ ورنہ جہنمی ہو جاؤ گے۔

ایک آواز - مولوی صاحب وقت ختم ہو گیا بیٹھ جائیے (پشیمان ہو کر بیٹھ گئے)

حضرت مولانا - دیکھا آپ حضرات نے مولوی صاحب کی علمداری جب ختم ہو گئی تو بیندہ دانی کھولدی اگر یہ پوچھ لوں کہ خدا نے کہاں فرمایا ہے تو ابھی مولوی صاحب بغلیں جھانکنے لگیں گے (لطیفہ یہ ہوا کہ اسوقت ملکی شیخ جی داہنی بغل میں سر جھکائے نہ معلوم کیا سوچ رہے تھے) اس پُر لطف نظارے نے لوگوں کو لٹا دیا۔

ایک آواز - مولوی صاحب ابھی سے بغلیں جھانک رہے ہیں۔ خیر حضرت مولٰنا کی تقریر شروع ہوئی۔

حضرت مولانا - اور یہ تو مولوی صاحب کی پُرانی عادت ہے کہ میرے رد کو ہاتھ نہیں لگاتے اور ایک نئی پیش کر دیتے ہیں چونکہ اسدفعہ خود کاکوروی صاحب نے اپنی بہت چمک کر پیش کی ہے لہذا میں بحمدہ تعالٰے اس کے رد بھی تین کرونگا

ہاں جناب مولوی صاحب آپ کی دلیل کا مطلب یہ ہوا کہ لئیم الامۃ صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب بالکل مانتے ہی نہیں اور توہین تو جب ہوتی کہ حضور کے لئے علم غیب مان کر پھر تشبیہ دیتے پاگلوں جانوروں کے علم سے۔ اولاً کثیر علوم غیبیہ کا حصول بعطائے الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروریات دین سے ہے کہ ان کا انکار تو جہنم لیجانے ہی ہی شک و شبہ رکھنے والا بھی کافر ہے اگر لئیم الامۃ جی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مطلقاً علم غیب نہیں مانتے تو اجماعی عقیدۂ ضروریہ کا خلاف اور انکار کر کے کافر و مرتد ہوئے یا نہیں ثانیاً آپکی اس تراشیدہ پیچیر اور باطل تاویل کی بنا پر لئیم الامۃ جی کی اُس خبیث عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب سردار دو جہاں علیہ صلوات الرحمٰن کو تو ایک بات بھی غیب کی نہیں بتائی مطلقاً علم غیب سے (معاذ اللہ رب العٰلمین) محروم رکھا مگر چوپاؤں اور پاگلوں حتیٰ کہ جانوروں کو بھی علم غیب کچھ نہ کچھ ضرور دیدیا علمائے کرام نے تو لئیم الامۃ صاحب پر صرف جانوروں کے ساتھ تشبیہ کی بنا پر ہی کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا تھا مگر آپ کی ناپاک تاویل کے لحاظ سے آپ کے لئیم الامۃ جی پاگلوں چوپاؤں کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل بتا رہے ہیں کہیئے آپ کے اس ناپاک جواب نے آپکے پیشوا لئیم الامۃ جی کے کفر و ارتداد پر رجسٹری کی یا نہیں اور اُس کو اشد سے اشد ترین بنا دیا یا نہیں۔ ثالثاً آپ کے ابن شیر خدا صاحب جناب حشمت الرحمن دربھنگی اپنی کتاب "تلمیح الشیطان" میں لکھتے ہیں کہ لئیم الامۃ صاحب بعطائے الٰہی حضور کے لئے علم غیب مانتے ہیں اور آپ کے نزدیک آپ کے پیشوا لئیم الامۃ جی کو مطلقاً علم غیب کی عطا سے انکار ہے اب اگر درحقیقت لئیم الامۃ جی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا حصول مانتے ہیں تو آپکے فتوے

سے کافر و مرتد اور اگر نہیں مانتے اور مطلقاً علم غیب کی عطا کا انکار ہے تو آپ کے ابنِ شیرِ خدا مولوی اخبث الزمن صاحب در بنگی کے کفری فتویٰ سے اُن کے لئے کوئی مفر نہیں دیکھا آپ نے یہ ہے وہ خبیث کفر جو ہر پھر کر لئیم الامۃ صاحب کے سر پر منڈلا رہا ہے ثابت ہو گیا کہ آپ کی اس لوچ اور مہمل تاویل کی بنا پر لئیم الامۃ جی کا کفر در کفر بر کفر ہو گیا (حضرت مولانا بیٹھ گئے)

ملکی شیخ جی علمائے حقانی کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ کسی پر اعتراض کریں میری دلیلیں اتنی کمزور نہیں ہیں کہ ایسے ایسے جواب سے رد ہو جائیں اجی سنیئے صاحب ہمارے حضرت ابن شیر خدا صاحب مولانا اخبث الزمن صاحب در بنگی اپنی کتاب "تلمیع الشیطان" میں ایک ایسا نکتہ ارشاد فرما گئے کہ ان بدعتیوں کے سارے اعتراض رد ہو گئے۔ سنیئے وہ فرماتے ہیں "عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اسقدر و اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی" اب ہٹ دھرم ساہٹ دھرم ہوگا وہ بھی اس دلیل کو رد نہیں کر یگا یقیناً مان لیگا۔ اس عبارت کی تشریح بھی ذرا سنیئے واہ! علم کا مرادف تصور مطلق ہے تصور سا ذج اور تصدیق اُس کی دو قسمیں ہیں قیاس استثنائی یا تصور ہوگا یا تصدیق اور جو بھی ہو موضوع علم ضرور ہوگا اور اسیکو لابشرط شی اور بشرط لاشی کہتے ہیں اور اس لئے کہتے ہیں کہ دور و تسلسل بیک وقت ناجائز ہے۔ یہ مسئلہ مقالۂ اقلیدس میں مصرح ہے اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابن شیر خدا صاحب کی توجیہ بالکل بے غبار ہے بات یہ ہے کہ بڑوں کی باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں ایک نکتہ ارشاد فرما دیا اور سارا معاملہ صاف ہو گیا دگاڑی جب آگے نہ چلی بیٹھ گئے)

حضرت مولانا۔ مولوی صاحب آپ کی اس تحقیق نا تحقیق نے ارسطو کو قبر میں تڑپا دیا ہوگا اور یہ مقالۂ اقلیدس میں یہ مصرح ہونے کی ایک ہی رہی۔ خیر یہ تو آپ نے

سوچ ہی رکھا ہے جس طرح ہو سکے وقت گذاری کرو ورنہ "غیرت چہ گتی است کہ پیش دیوبندیاں بیاید" تو جناب "دربنگی" کی توجیہ بالکل بے غبار ہے آئیے ذرا اس کو بھی جھاڑ ڈالوں آپ کے شیر خدا صاحب کے "ابن" اخبث الزمن صاحب دربنگی کی اس توجیہ نے خبط الایمان والی خبیث عبارت کو یوں سانچے میں ڈھالا کہ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے اسقدر اور اتنا علم غیب تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے" کیوں کاکوروی صاحب؟ آپ کے ابن شیر خدا صاحب اخبث الزمن صاحب دربنگی کی اس ناپاک تاویل سے وہ گندی تشبیہ دور ہو گئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتنا اور اسقدر علم ثابت کرنا جتنا اور جسقدر علم غیب پاگلو چوپایوں اور بچوں کو حاصل ہے کیا کفر نہیں اور ایسا کہنے والا کافر و مرتد نہیں۔ لہذا آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ وہ کفر خبیث ایسا کھل کھیلا ہے کہ آپ ہزار اندھریاں ڈالئے لاکھ ہیک پھیریاں کیجئے وہ نہیں ٹلتا (حضرت مولنا بلیھ گئے) ملکی شیخ جی۔ آپ لوگ چونکہ بدعتی واقع ہوئے ہیں لہذا دلیل کو بغیر سنے رد کر دیتے ہیں سنیئے ہمارے مولانا اجودھیا باشی اپنی کتاب "الشیطان الکاذب" میں کہتے ہیں کیا روشن عبارت ہے۔ "حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا" مولانا لئیم الامۃ صاحب نے بھی اس دلیل کی بڑی تعریف فرمائی ہے بڑے معرکہ کی دلیل ہے اور ہونا بھی چاہیئے ہمارے حضرت مولانا فیض آبادی کا علم و کمال بھی اس درجہ کا ہے کہ بلا مبالغہ کہتا ہوں زمانۂ طالب علمی میں ایک دن میں بخاری اور ایک دن میں بیضاوی ختم کر دی جب فقہ کی طرف آ گئے تو ہدایہ اخیرین تین گھنٹہ میں پڑھ ڈالی

مسائل ایسے استنباط کرتے ہیں کہ اسلاف کی کتابوں میں اُن کا پتہ نشان نہیں ہوتا اور میں سچ کہتا ہوں کہ حضرت مولانا کا پلہ ایسا ہی ہے جیسا آریوں میں سوامی دیانند جی کا آج اُن کا علم وفضل سارے دیوبند میں مشہور ہے میں دیکھوں گا کہ ایسی دلیل کون دے گا اور کیا دے گا۔ (بیٹھ گئے)

حضرت مولٰنا بحمدہ تعالےٰ اب تک مولوی صاحب نے میرے ایک رد کو بھی ہاتھ نہیں لگایا اس سے مسلمانوں کو یہ تو ضرور معلوم ہوگیا کہ باوجود اتنی نقلیوں کے کوئی تاویل لئیم الامۃ جی کا کفر نہیں اُٹھا سکی اس دفعہ مولوی صاحب نے اپنے اجودھیا باشی مولٰنا کی ایک عبارت پیش کی ان کا علم وفضل تو یہیں سے طشت از بام ہوگیا کہ بخاری شریف بیضاوی شریف اور ہدایہ اخیرین جیسی ادق علمی کتابیں اجودھیا باشی مولوی صاحب نے دو دن اور تین گھنٹے میں ختم کردیں خیر اسکا حال تو وہ جانیں یا اُن کے مرید ہمارے مولوی کاکوردی صاحب مگر اُن کی عبارت کا مطلب فقیر سے سُنیئے اجودھیا باشی صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ لئیم الامۃ جی لفظ ایسا فرما رہے ہیں نہ کہ اتنا لہذا احتمال کفر و توہین نہیں ہے اب تصویر کا ذرا دوسرا رُخ ملاحظہ کیجئے مولوی صاحب کے ابن شیر خدا احبث الرحمن صاحب دربنگی اپنی کتاب "تلمیع الشیطان" میں فرما چکے کہ لفظ "ایسا" اسقدر اور اتنا کے معنی میں ہے لہذا کفر نہیں۔ بیچارے لئیم الامۃ جی دونوں کی نوازشات کا شکار ہوئے درحقیقت اگر "ایسا" اتنا کے معنی میں ہے تو اجودھیا باشی صاحب کے نزدیک کافر مرتد اور اگر "اتنا" کے معنی میں نہیں ہے تو ابن شیر خدا صاحب دربنگی کا لمبا چوڑا کفری فتویٰ نازل ہوتا ہے فرمائیے جناب کاکوردی صاحب آپ کے لئیم الامۃ صاحب کے کفر و ارتداد پر ان دونوں آپ کے بڑوں کا اجماع مؤلف ہوا یا نہیں کاکوروی صاحب آپ کو اپنے پیر لئیم الامۃ

صاحب کے کفر و ارتداد پر ان دونوں کی ڈبل مہریں مبارک (اتنا سننا تھا معلوم ہوا
ملکی شیخ جی ایک بارود کا تودہ تھے جس میں فتیلہ لگا دیا)

ملکی شیخ جی۔ دکھڑے ہو کر بس بس زیادہ نہ بکو دماغ پکا دیا ہم کو کوئی دلیل دینے کی
ضرورت نہیں بس جو بھی ہمارے حضرت مولٰنا لئیم الامۃ صاحب نے فرما دیا بجا و درست ہے۔

مولوی غلام علی۔ مولوی صاحب اتنے غضبناک نہ ہوجیئے اگر آپ اپنے پیشوا لئیم الامۃ کا کفر نہیں اٹھا سکتے
تو لیجئے یہ آپکے دو بڑوں کا دستخطی اقرار نامہ ہے اس پر بھی مضمون لکھ دیجئے۔

ملکی شیخ جی۔ لاؤ ادھر میں دستخط کرتا ہوں تم لوگ محتسب نہیں ہو اگر ہیں اور میرے
بڑے کافر و مرتد ہیں تو ہمیں فخر ہے اللہ ہم کو اسی کفر و ارتداد پر مارے اور قیامت
میں اُٹھائیے۔ اقرار نامہ لے کر اس پر لکھا "میں مولانا لئیم الامۃ صاحب قبلہ
مدظلہم الاقدس سے بدعقیدوں کا کفری فتویٰ نہ اُٹھا سکا میں اپنی شکست تسلیم
کرتے ہوئے بھی یہی کہونگا کہ حضرت مولانا ممدوح نے جو کچھ لکھا صحیح لکھا چاہتے
تھے کہ دستخط بھی کردیں کہ مولوی امداد اللہ جلدی سے آگے بڑھے اور اپنی ٹوپی
ملکی شیخ جی کے پاؤں پر ڈال کر بولے۔

امداد اللہ۔ مولانا صاحب یہ کیا غضب کرتے ہیں آج ہی سارے ہندوستان میں
یہ بات مشہور ہوجائے گی۔

ملکی شیخ جی (نے ٹوپی پھینک دی) اور کہا بس بس معاف کیجئے تم لوگ دھوکے باز ہو
مجھے بڑا دھوکہ دیا اور جلدی سے اس اقرار نامہ پر دستخط کر کے غلام علی صاحب کو
دیدیا اور اپنے مرید صاحب سے ارشاد فرمایا چلو جی پھر پایا جس کو غرض ہوگی
اپنا کفر اُٹھائیگا یہ کہہ کر یہ جا وہ جا لو دو گیارہ ہوئے مجمع سے لعنت کا غل اُٹھا
مگر ملکی شیخ جی نے پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا شکست پھر ایسی شکست قلوب کو گرمائے
بغیر نہ رہی امداد اللہ آگے بڑھے اور لرزتی ہوئی آواز میں بولے۔

امداد اللہ۔ معزز برادران ؟ میں اس سے پہلے وہابی دیوبندی اور مولوی لئیم الامۃ صاحب کا مرید بھی تھا مگر خدائے برتر نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے طفیل میں مولانا غلام علی صاحب کو فرشتہ ہدایت بنا کر بھیجا انہیں کی کوششیں تھی کہ میں جہنم کے تاریک گڑھے سے بچ گیا آپ لوگ گواہ رہیں ہیں اسوقت سے سنّی ہوں اور میں یکسر مذہب دیوبندیت پر سچے دل سے لعنت کر چکا اب میرے دل میں دیوبندی مولویوں خصوصًا مولوی لئیم الامۃ کی ذرّہ برابر وقعت نہیں ہے میں اُن سے بیعت توڑتا ہوں دعا کیجئے کہ مولےٰ عزوجل مجھے اس راستہ پر مستقیم رکھے۔

امداد اللہ صاحب کی تقریر کے بعد ہی مولوی مشکور حسین صاحب بڑھے اور اُنہوں نے بھی سچے دل سے توبہ کی اب تو چاروں طرف سے لوگ بڑھنا شروع ہوئے اور مذہب دیوبندیت پر لعنت کر کے مُسلمان ہوئے تقریبًا چار سو وہابیوں نے توبہ کی مردوں کی توبہ عورتوں کے لئے رہبر بنی مولوی امداد اللہ اور مشکور حسین صاحب کا گھرانا سُنّی بن گیا اب جو مُلّا مقہور نے یہ رنگ دیکھا کہ ہیں ! یہ تو بالکل معاملہ دگرگوں ہی ہو گیا کیا کرایا کام بگڑ گیا جلدی سے کھڑے ہو کر بولے۔

مُلّا مقہور۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دین وایمان ایسی چیز نہیں جو کسیکی فتح وشکست سے بدل جایا کرے اگر مولانا کاکوروی صاحب اپنی کسی پریشانی کی وجہ سے مناظرہ نہ بھی کر سکے تو میں تیار ہوں، ہے ؟ کسی میں ہمت جو میرے ساتھ مناظرہ کرے۔

مولوی امداد اللہ (سمجھے تھے کہ لڑکا بھی گمراہی کے پھندے سے نکل چکا ہے مگر معلوم ہوا یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے۔) بہت ہی غضبناک ہو کر بولے او خبیث تیری ذات سے میں گمراہ ہوا تو اس لائق نہیں کہ میں تجھے اپنا بیٹا کہوں شریعت نے مُسلمان اور کافر کے درمیان رشتہ نہیں رکھا بس نہ تو میرا بیٹا نہ میں تیرا باپ

آج سے اپنا روئے سیاہ مجھے نہ دکھانا مُلّا مقہور پر کچھ ایسا جنون چڑھا کہ پا برہنہ بھاگ گئے اور آج تک پتہ نہ چلا کہ آیا اُن کو زمین کھا گئی یا آسمان - مولوی امداد اللہ صاحب اور مولوی مشکور حسین صاحب کے سب گھرانے نے حضرت مولانا صاحب قبلہ سے شرفِ بیعت حاصل کیا ہماری نازنین ہیروئن بھی پس پردہ داخلِ بیعت ہوئیں - اس کے بعد مولانا نے ایک مختصر اور جامع تقریر فرمائی دیوبندیت وہابیت کے عقائد مختصراً بتاتے ہوئے اُس سے احتراز و تبلیغ کی تاکید فرمائی دعا پر یہ مجلس ختم ہوئی ختم ہونا تھا کہ مجمع نعرہائے استمداد سے گونج اُٹھا - ایک دوسرے پر شرف قدمبوسی حاصل کرنے کے لئے ٹوٹا پڑتا تھا - لوگ اپنے اپنے گھر خوشیاں مناتے واپس ہوئے - اس کے بعد حضرت مولانا نے فرمایا مناسب ہوگا کہ اب فقیر کو بھی اسی ٹرین سے اجازت دی جائے میزبانوں نے بھی زیادہ اصرار مناسب نہ جانا حضرت مولانا کے ہمراہ مسلمانانِ میرٹھ کثیر تعداد میں بغرضِ مشایعت اسٹیشن گئے جس وقت ریل روانہ ہوئی فلک بوس نعروں سے اسٹیشن گونج اُٹھا ہم بھی اس باب کو یہیں ختم کرتے ہیں -

باب دسواں

میرٹھ سے واپسی

شام ہو چکی آسمان کے کناروں پر شفق کی ہلکی ہلکی سُرخی بعینہ ایسی معلوم ہوتی ہے کہ کسی معشوق لالہ لب نے پان کھا کر دھڑی جمائی ہے - پرندے جو دن بھر خالق برتر کے مقرر کردہ فرائض ادا کرتے رہے ہیں اپنے آشیانوں کی طرف واپس آ رہے ہیں -

میرٹھ جیسے شہر کے خوشنما بازار اپنی انتہائی رونق پر ہیں۔ مگر آج عام طور پر گزر رہے ہوئے مناظرہ پر بحث آرائیاں ہو رہی ہیں۔ آئیے دیکھیں ہمارے دوست مولوی غلام علی صاحب کیا کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ہمارا نوجوان ہیرو اپنی دوست کی سجی ہوئی نشستگاہ میں بیٹھا اپنے دوست عطا محمد خاں سے باتیں کر رہا ہے۔

غلام علی۔ دوست! خدا کا شکر ہے کہ میرا یہاں آنا رائگاں نہیں گیا مگر صرف یہی افسوس رہا کہ جب تک مناظرہ رہا وہ آفت جان بھی پس پردہ ہوا کرتی تھی اس نامراد دل کی کچھ تو ڈھارس رہتی تھی مگر آہ اب وہ اُمید بھی منقطع ہوئی دل کی بیتابیوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے نہ معلوم یہ دلِ ناداں مجھ آلام کشیدہ پر کیا کیا آفتیں ڈھائے گا۔ پھر شاید اب وہ لوگ بھی میرٹھ زیادہ نہیں رہیں گے ایسی صورت میں میرا یہاں ٹھیرنا بالکل بیکار ہے چل کر کوچۂ یار کی ہی خاک اُڑائینگے بقول میرؔ اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی۔

عطا محمد خاں اماں یار تم تو بالکل ہی کچے ثابت ہوئے ارے بھائی یہ کسیکو اُمید تھی کہ اتنا کٹر گھرانا سُنی ہو جائے گا خدا پر بھروسہ رکھو وہی بگڑی بنانے والا ہے۔ ہاں یہ تو میں نے بھی تحقیق کیا تھا کہ مولوی مشکور حسین صاحب آج ہی شب کی گاڑی سے سنبھل جا رہے ہیں۔ جی تو میرا بھی چاہتا ہے کہ چچا جان (غلام علی کے والد ماجد) کی زیارت کر آؤں والد مغفور کی وفات کے بعد سے اب تک موقعہ ہی نہ ملا اگر تم اپنی روانگی کل دوپہر کو رکھو تو میں بھی ارادہ کروں۔

غلام علی۔ واہ بھئی نیکی اور پوچھ پوچھ۔ میں تم سے خود کہنے والا تھا تو پھر کل ہی روانگی رکھو۔ ہم بھی اپنے دوستوں کو لے کر میرٹھ سے چلتے ہیں۔ آئیے چلئے ذرا ہمُ اپنے دوستوں سے مل آئیں آہا دیکھئے مولوی غلام علی بھی مع اپنے ہمدرد دوست کے سنبھل آ پہنچے غلام علی نے بھی اپنے دوست کی خاطر مدارات میں

کوئی کمی نہیں کی ہے - آج اُن کی بہن سکندر بانو آئی ہوئی ہیں نہ معلوم کیا کہہ رہی ہیں آئیے -

سکندر بانو - بھائی صاحب یہ آپ اُداس کیوں بیٹھے ہیں ماشاءاللہ پڑھے لکھے ہوکر غم پروری کرتے ہیں - کل پھوپھی جان (غلام علی کی والدہ) کہہ رہی تھیں کہ خدا معلوم میرے بچے کو کیا ہوگیا ظاہرا کوئی بیماری نہیں معلوم ہوتی مگر روز بروز موتھ ذرا سا نکلتا آتا ہے اب اگر ذکر نکلا تو ضرور بیان کردونگی -

غلام علی - یہ سُنکر تو تم بھی خوش ہوئی ہوگی کہ وہ کٹر گھرانا دیوبندی سے سُنی ہوگیا مگر رسم و رواج کی پابندی گلوگیر ہے کہ میں خود بڑوں تک اس بات کو نہیں پہنچا سکتا (اتنے میں باہر سے آواز آئی) -

حبیب النسا (غلام علی کی والدہ) لے بیٹی سکندر آؤ ہمارے پاس بیٹھو نا ذرا -

سکندر بانو - جی ابھی آئی (بھائی سے) اچھا بھائی صاحب اب میں جاتی ہوں جاکر پھوپی کے پاس بیٹھ گئیں -

حبیب النسا - بیٹی سکندر بانو ایک بات پوچھوں سچ سچ بتادوگی میں تم کو اپنی لڑکی کی ہی طرح چاہتی ہوں -

سکندر بانو - پھوپی جان یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے اماں جان میں اور آپ میں فرق ہی کیا ہے بھلا آپ پوچھیں اور میں نہ بتاؤں یہ ہوگا -

حبیب النسا - اللہ تم کو زندہ رکھے ماں باپ کی گود میں پروان چڑھو نہ معلوم تمہارے بھائی کو کیا ہوگیا ہے ہڈی سے چمڑا مل گیا کچھ بھید ہی نہیں کھلتا مجھ نصیبوں جلی کی گدڑی کا تو ایک ہی لعل ہے -

سکندر بانو - اگر آپ ناراض نہ ہوں تو کہوں -

حبیب النسا - اے لو بیٹی میں کیوں ناراض ہونگی تم شوق سے کہو -

سکندر بانو نے خوش اسلوبی سے سارا حال بیان کر کے کہا بس بھوپی جان اُن کے دشمنوں کی جان کو یہی روگ ہے غیرت دار آدمی ہیں دل ہی دل میں گھٹتے ہیں کہیں وہ ربّا دشمنوں کی جان پر نہ آ بنے۔

حبیب النسا میری ساری دُعائیں تجھے نیک ہو کر لگیں۔ پیاری بیٹی تو نے مجھے میرا بیٹا دیدیا تمہارے پھوپا واپس ہی آتے ہوں گے آج میں اُن سے ذکر کرونگی۔

آیئے ذرا دیکھیں ہماری نازنین ہیروئین قمر النسا کیا کر رہی ہیں۔ وہ دیکھیئے پیاری قمر النسا اپنی سہیلی سعیدہ سے (جن کو اُن کی والدہ باصرار میر ہو سے ساتھ لے آئی ہیں) باتیں کر رہی ہیں۔

قمر النسا۔ پیاری بہن اب کیا ہوگا ماں باپ تو اب خدا کے فضل سے سُنی ہو گئے مگر بدقسمتی سے وہ راہ اب بھی بند ہے۔ ہم بڑی مشکل میں پھنسے انجام سوچے بغیر اتنا بڑا کام کر بیٹھے ہائے محبت تو نے کہیں کا نہ رکھا خاندان کی شرم و عزت ایک طرف اور تیرے جور و ستم ایک طرف (سعیدہ سے گلے لگ کر رونے لگیں)

سعیدہ۔ دیکھو پیاری قمر النسا اس بیتابی کی نہیں ٹھیری پیاری بہن اس راہ کے کانٹوں کو پھول سمجھنے سے ہی کام بنتا ہے ہاں دیکھو اب نہ روؤ اگر موقعہ ہوا تو بھابی جان سے تذکرہ کرونگی شاید خدا کا فضل شامل ہو جائے اور ان کے دل میں ترس آجائے۔

قمر النسا (گھبرا کر) ہے ہے بہن کہیں یہ غضب بھی نہ کر بیٹھنا میں امی جان کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہوں اُن کی ایک نہیں ہزار نہیں کے برابر ہوتی ہے خدا نہ کرے جو کچھ ایچ پیچ پڑے ورنہ میں تو جان سے گزر جاونگی۔ بہن سعیدہ اب زخم دل پر کیوں نمک چھڑکتی ہو ہمارا افسانہ بھی عبرت خیز ہوگا مگر آہ ہم نہ ہونگے (آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے)

ایک آواز - اری کرِیما مولانا غلام رسول خاں صاحب سرکار کی ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں سرکار کو خبر کردو (یہ ملازم کی آواز تھی) خبر کی گئی مشکوٰۃ حسین صاحب کو خلاف عادت مولانا غلام رسول خاں صاحب کی آمد سے تعجب تو ضرور ہوا کرِیما سے کہا کہہ دے دیوان خانہ میں تشریف رکھیں میں حاضر ہوتا ہوں - باہر عطر پان بھیجے گئے ملازم نے پیچوان سلیقہ سے سامنے لگا دیا ادھر سنیئے کہ سعیدہ نے جیسے ہی غلام رسول خاں صاحب کا نام سُنا دوڑتی ہوئی آئیں اور قمر النسا کے گلے لپٹ کر بولیں -

سعیدہ - تمہیں اللہ کی قسم ذرا ہنس دو بس ہماری خاطر ذرا ہنس دو -

قمر النسا (جو نہ معلوم کن خیالات میں محو مونھ لپیٹے پڑی تھیں) بھئی ہر وقت کی دلگی اچھی نہیں ہوتی تمہیں جو سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے بھلا پاگلوں کی طرح کیوں ہنس دوں بہن سعیدہ ع تمہیں اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں -

سعیدہ - اے اور سنو تم تو بڑی بوڑھی ہو گئیں یہی کوئی دو سو چار سو برس کی عمر

قمر النسا - اللہ تو یہ پہیلیاں بجھوائے گی یا کچھ کہوگی بھی بھئی ہمیں تمہاری یہی باتیں نہیں بھاتیں

سعیدہ - اچھا بتاؤ باہر کون آیا ہے ؟

قمر النسا - بکنے شد دو شد اب کیا میرے پاس آنے جانے والوں کی فہرست رکھی ہے -

سعیدہ - اچھا تم کنجوس مٹھائی تو کیا ہی کھلاؤ گی لو ہم بتا ہی دیں یہ جو باہر بھائی جان کے پاس آئے ہیں نا یہ کوتوال شہر ہیں مولوی غلام رسول خاں صاحب تمہارے جاناں کے ابا جان -

قمر النسا (کا دل پتہ سا اُچھلنے لگا آنکھوں میں اُمیدوں کے مناظر پھر گئے مگر ظاہرداری کو بولیں) اچھا لے بس اب اپنی کتھا ختم کرو کوئی آئے ہمیں کیا تمہیں تو کوئی نیا شگوفہ ہاتھ لگا چاہیئے دیکھو سعیدہ ؟ اب تم بہت گستاخ ہوتی جاتی ہو جو مونھ

ہیں آتا ہے کہہ ڈالتی ہو (جوش مسرت سے نہ ضبط ہو سکا بے اختیار کھلکھلا کر سعیدہ سے لپٹ گئیں)

سعیدہ۔ اوہ کیسی باتیں بنانا آتی ہیں "من بھائے منڈیا ہلائے" کی نہیں ٹھیری۔ اچھا صبر کرو ذرا ہم سُن آئیں کیا باتیں ہو رہی ہیں۔

مولوی مشکور حسین صاحب باہر گئے اور کوتوال صاحب سے بہت تپاک اور گرمجوشی سے ملے مزاج پرسی ہوئی باتوں میں کوتوال صاحب نے کہا۔

غلام رسول خاں۔ جناب والا؟ میری خلاف عادت آمد نے یقیناً جناب کو متعجب کر دیا ہوگا۔ اس کا باعث کچھ ایسی اہمیت لئے ہوئے ہے کہ اس کا مقتضا تو یہ تھا کہ میں کوئی لمبی چوڑی تمہید اُٹھاتا مگر جناب کی سی خوش صفات ذات کے وسیع اخلاق مجبور کرتے ہیں کہ سادے طور پر مکنون خاطر عرض کر دوں۔ عنوان بہت مختصر ہے مگر معنون بہت سی اُمیدوں کی دنیا اپنے وسیع دامن میں لئے ہوئے ہے۔ زیادہ سمع خراشی فضول معلوم ہوتی ہے برخوردار غلام علی کو غلامی میں قبول فرمائیے۔

مولوی مشکور حسین (یہ الفاظ کیا سُنے کہ مسّرت کا دریا قلب سے اُمنڈ کر زبان تک آیا مگر رسم و رواج نے زبان بندی کی) سوچ کر بولے۔ جناب کی خاندانی وجاہت اور پرخلوص محبّت کا مقتضا تو یہ ہے کہ میں بھی سادہ سادہ جواب عرض کر دوں مگر مقصد کی اہمیت اور معاملہ کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ جناب کچھ توقف فرمائیں ذرا میں گھر میں بھی مشورہ کر لوں تو انشاء اللہ جواب حاضر کرونگا۔

مولوی غلام رسول صاحب میں بھی جناب کی مرضی کا اتباع کرونگا بہتر ہے دیر آید درست آید۔ (رخصتی مصافحے ہوئے اور رخصت!)

باب گیارھواں

وصل!

شام کا سہانا وقت ہے ہوائے سرد کے جھونکے دل و دماغ کو تازہ کر رہے ہیں شاہ فلک بھی اپنے آتشیں نیزے سلئے ہوئے عشرتکدۂ مغرب میں شب باشی کے لئے جا رہا ہے سربستہ کلیاں کھلنے کو ہیں طیور نغمۂ حمد پڑھتے ہوئے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف قطار در قطار چلے جا رہے ہیں۔ شہر کی دلچسپیاں آج کچھ نئے رنگوں پہ ہیں تمام شہر میں چہل پہل ہے جگہ جگہ رستوں کی آئینہ بندی کی گئی ہے بازار میں بھی عجب رونق ہے جابجا معمولی روشنی کے علاوہ بجلی کی قندیلیں دن کا دھوکا دے رہی ہیں۔ جگہ جگہ پولیس انتظام میں مصروف ہے۔ شہر دلھن بنا ہوا ہے۔ اہاہ ٹھیک ہے آج سنبھل کی مایۂ ناز شادی ہونے والی ہے۔ غالباً ہمارے ناظرین کی حیرت رفع ہو گئی ہو گی۔ آئیے ہم بتائیں آج وہ مبارک دن ہے جس دن مدتوں کے بچھڑے گلے ملیں گے دلوں کے غنچے کھلیں گے۔ یعنی کوتوال شہر مولوی غلام رسول خاں صاحب کے بلند اقبال صاحبزادے ہمارے دوست مولوی غلام علی صاحب دولھا بنینگے۔ آئیے ذرا دولھا کے یہاں چلیں اہا ہا یہاں کچھ اور ہی رنگ ہیں کوتوال صاحب کی کوٹھی نمونۂ جنت بنی ہوئی ہے باترتیب سامان بچھا ہوا کسابنا کر ان کو بقعۂ نور بنا دیا ہے ہر پھاٹک کے بعد دورویہ بغیچہ لگایا ہے۔ جگہ جگہ فوارے چھوٹ رہے ہیں پانی کی دھاریں جب حوض کے روشن پانی میں گرتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں آفتاب اپنی شعاعیں جمع کر لائے ہیں۔

مہمان آرہے ہیں کوتوال صاحب کا معاملہ ہے۔ حکام اور معزز عہدیدار بھی مدعو ہیں عام دعوت ہے۔ باہر سے بھی مہمان آچکے ہیں رامپور کے حضرت مولانا مولوی شاہ محمد غوث بخش صاحب تشریف لائے ہیں لیجئے برات سج گئی ملاحظہ ہو کس سلیقہ سے سجائی ہے آگے آگے ہاتھیوں کی قطاریں ہیں یا زیور پہنے ہوئے پیروں میں گھنگرو بندھے کسی پہ مغرق جھول پڑی کسی پر عماری کھنچی ہوئی ہے جب مستانہ وار چلتے ہیں معلوم ہوتا ہے کوہ قاف پر پریاں ناچ رہی ہیں اُن کے پیچھے گھوڑے یہ سبزہ ذرا ملاحظہ ہو معلوم ہوتا ہے کہ سانچے میں ڈھالا ہے اُس مشکی کو ذرا دیکھیے سایہ سے رم کرتا ہے معزز نوجوانان شہر زرق برق لباس زیب تن گھوڑے پھرا رہے ہیں۔ اس کے بعد سانڈنیاں ہیں شاید ان ہی سے قیس نے پوچھا تھا ع
اَلیلایَ مِنکُنَّ اَم لَیلا مِنَ البَشَر۔ زانو سیاہ ریشم سے بندھے ہوئے ناز و انداز سے گردن اُٹھائے آڑی ترچھی چلی جارہی ہیں نعت خوانوں کی ٹولیاں جس وقت سریلی آوازوں میں نعت کی کلیاں کھلاتے ہیں فضا مترنم ہو جاتی ہے۔ سب سے پیچھے نوشہ بانکا جوان حُسن مردانہ کی آن بان سہرا باندھے خانہ زین میں مثل ماہ چہار دہم درخشاں بڑی جمائے باگ اُٹھائے مرکب بھی مثل عروس نوکنوتیاں بدلتا جارہا ہے۔

اُسکے بعد اعزہ و اقربا دیگر مہمان مختلف سواریوں پر برات کی رونق بڑھا رہے ہیں۔ پولیس کا انتظام ہے جگہ جگہ مقام ہے آئیے ذرا دولھن کے یہاں بھی ہو آئیں یہاں بہار ہی نرالی ہے گھر ہے یا پھولوں کی ڈالی ہے۔ برات کے قیام کے لئے دو کوٹھیاں سجائی ہیں ہر چیز میں باقاعدگی ہر شے میں ایک ترتیب ہے مہمانوں کی یہاں بھی کمی نہیں۔ میرٹھ سے بھی مہمان اور عزیز آئے ہیں۔ مطبخ الگ گرم ہے دیگیں چڑھی ہوئی ہیں نان پز اپنا کام کر رہے ہیں کہیں چائے کا انتظام کہیں مٹھائی کا انتظام یاران محفل کے لئے ہار گلدستہ تیار ہو رہے ہیں منوں سے پھول لدے پڑے ہیں آج ذرا زنانخانہ میں چلیں کھچا کھچ مکان بھرا ہوا ہے انتظامات کی چیخ پکار میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی۔ ارے بھئی

ہم بھی کتنا بھولے نہ معلوم آج ہماری نازنین ہیروئن کہاں ہیں آہا وہ دیکھیے شمالی دالان میں یہ پردہ کیوں پڑا ہے ہو نہ ہو۔ ع کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں۔ مسہری پہ پیاری قمر النساء مانجھے کے کپڑے پہنے بیٹھی ہیں اس پہ بھی لاکھوں بناؤ ہیں دل میں خیالات کے دریا موجیں مار رہے ہیں پاس ہی ان کی چلبلی سہیلی سعیدہ خانم رونق افروز ہیں ان سے بھی نچلا نہیں بیٹھا جاتا کبھی پہلو میں گدگدا دیا کبھی گھونگھٹ کھول کر مونھ چوم لیا وہ غریب پہلو بدل کر رہ جاتی ہے۔

لیجئے برات آ پہنچی دولھن والوں نے سلیقہ سے بارات اتروائی کھانا کھلایا گیا لکھنؤ کے رکابدار تھے سُبحان اللہ لوگ ہونٹھ چاٹتے اُٹھے تقریباً دس بجے نکاح خوانی کی مجلس جمی دور تک فرش ہی فرش نظر آتا ہے مسندیں لگی ہوئی ہیں صدر کی مسند پر حضرت مولانا محمد غوث بخش صاحب تشریف فرما ہیں مولانا کے سامنے نوشہ میاں کی مسند تھی غرض مُبارک گھڑی آئی کہ عقد شرعی ہوا مسنون مہر پر نکاح باندھا گیا نکاح کے بعد بطریقہ مسنونہ خرمے لوٹے گئے اب چاء نوشی ہو رہی ہے اس کے بعد نوشہ میاں کے دوست عطا محمد خاں کھڑے ہوئے اور یہ سہرا سنایا وقت سہانا تھا مضمون چُست اور طرہ خوش الحانی اہلِ محفل وجد میں تھے۔ اُسکے چند منتخب اشعار ناظرین کی تفریحِ طبع کے لئے درج ذیل ہیں۔

سہرا

خدائے مصطفےٰ کا شکر آیا جانفزا سہرا ۔۔۔ کہ باندھے پیارا نوشہ آج ایسا پُرضیا سہرا
وہابی کہے وہ حرم میں باندھنا ہے شرک سہرے کا ۔۔۔ وہابی کو جہنم میں مُبارک ہو آگ کا سہرا
وہابیوں نے مشرک کہہ دیا سب اہلسنت کو ۔۔۔ خدایا دے وہابی کو عذاب نار کا سہرا
احادیث نبی میں ہے مجھے مرغوب خوشبو ہے ۔۔۔ بتا مجھے او وہابی شرک ہے کیونکر بھلا سہرا

پسند آئی ہیں خوشبوئیں یہ سرکارِ مدینہ کو وہابی کو ملے ذلت کا یارب جا بجا سہرا	جبھی تو اہلسنت باندھتے ہیں پھولوں کا سہرا بندھے فتح و ظفر کا اہلسنت کے سدا سہرا

شہید کربلا کے خونی سہرے کے تصدق ہیں
بندھے فتح و ظفر کا سُنیوں کے دائما سہرا

چونکہ رخصتی بھی اسی وقت تھی لہذا فوراً جہیز نکلنا شروع ہوا علاوہ ہزاروں کے زیورات و لباس اور ظروف کے دولھن کے والد نے اپنی کل ملکیت کا ہبہ نامہ بھی ایک پُر تکلف صندوقچہ میں اپنی پیاری بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔ دولھا میاں گھر میں بلائے گئے شمس النسا (دولھن کی والدہ) نے روتی ہوئی آواز میں کہا جگر کا ٹکڑا کنیزی میں دیتی ہوں اب میں تسلی دینے والی نہ ہونگی۔ عجب سماں تھا شادی و غم توام تھے غرض پالکی لگائی گئی۔ دولھا میاں نے اپنی نوعروس محبوبہ کو گود میں لے کر سوار کیا سعیدہ خانم پالکی میں ہمراہ ہوئیں۔ کہاروں نے بسم اللہ کہہ کر پالکی اُٹھائی بارات اپنے اسی نرالے انداز سے رخصت ہوئی دولھا کا گھر آگیا پالکی رکھی گئی دولھا میاں کی بہن سکندر بانو دروازہ روکے کھڑی ہیں بھائی جان! دولھن بیاہ لانا ہنسی کھیل نہیں سیدھے ہاتھ سے بہنوں کا نیگ (حق) دلوائیے۔ نوشہ نے سونے کی انگوٹھی اور ۲۵ روپیہ بہن کو دیئے اور دولھن کو آغوشِ شوق میں لے کر گھر میں پہنچے مُبارک سلامت کا شور تھا معمولی رسمیں ادا ہوئیں۔ رات زیادہ آچکی ہے حجلۂ عروسی آراستہ تھا آج وہاں قرآن السعدین ہے۔ برسوں کی ارمانیں نکلیں گی دولھا پہنچے اِدھر اُدھر دیکھ کر چپکے سے پردے گرا دیئے آئیے چلیں ہم بھی ان مُبارک دولھا دولھن کے حق میں دعائے خیر کرتے ہوئے سو رہیں ؏ پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔

تمت بالخیر!

اعلان

اِس کتاب کی اشاعت سے کسی کی دل آزاری ہرگز مقصود نہیں ہے۔ بلکہ زمانہ کی روش کے لحاظ سے دلچسپ ناولانہ طریقہ پر سچائی اور حق کو ابنائے زمانہ کے سامنے پیش کرنا ہے کہ وہ اُسے دیکھیں اور سمجھکر نصیحت حاصل کریں اور حق کو مان کر۔ اور تاحق سے رجوع کر کے مقبول حق بنجائیں صرف یہ مقصد ہے۔

مُصنف غفرلہ